يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

ترجمہ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جیسا کہ تم سے پہلے آنے والی اُمتوں پر فرض تھا، کہ تم کو تقویٰ میسر آئے

ماہِ رمضان المبارک

نفلی روزے ○ اعتکاف

عیدُالفِطر ○ عیدُالاضحیٰ

ضروری مسائل و احکام

کتابُ الصّوم

ازقلم سید محمد سعید الحسن شاہ عفی عنہ

ناشر
انجمن نوجوانانِ اسلام (رجسٹرڈ) حاجی آباد فیصل آباد

جملہ حقوق بحقِ ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب..کتابُ الصّوم

تالیف...سید محمد سعید الحسن شاہ

مطبع.. حزب الاسلام پرنٹرز فیصل آباد

تعداد..1100

جدید ایڈیشن...................................... 2010ء

ٹائٹل ڈیزائن .... کلیم دفتر کتابت

کمپوزنگ .... ایم خالد اقبال

ملنے کا پتہ

مرکزی دفتر: نور الہدیٰ فاونڈیشن (رجسٹرڈ) گلشن سعید مانانوالہ فیصل آباد

انجمن نوجوانانِ اسلام (رجسٹرڈ) حاجی آباد فیصل آباد

فہرست

1	روزہ دین اسلام کا اہم ترین رکن	4	21	شعبان المعظم کے روزے	26
2	روزہ اور ماہ رمضان کی فضیلت	5	22	ایام بیض کے روزے	28
3	مسائل فقہیہ	8	23	پیر اور جمعرات کا روزہ	29
4	نیت	8	24	یوم الجمعہ کا روزہ	31
5	سحری	8	25	ہمیشہ روزہ سے رہنا	31
6	افطاری	9	26	اعتکاف	33
7	وقت سے قبل روزہ افطار کرنا	11	26	شب قدر کی تلاش	34
8	روزہ افطار کس سے کرے	12	28	بیس دن کا اعتکاف	35
9	مسائل روزہ	13	29	مسجد میں معتکف کیلئے الگ جگہ کا تعین	36
10	جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	14	30	ایک رات کا اعتکاف	36
11	جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	16	31	معتکف کو بعض باتوں کی اجازت	37
12	روزہ کی قضا، کفارہ	16	32	اعتکاف کا ثواب	38
13	روزہ کے مکروہات	18	33	مسائل فقہیہ	38
14	جن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے	20	34	عیدین	44
15	نفلی روزوں کے فضائل و مسائل	22	35	عیدین کے مسائل فقہیہ	48
16	عاشورہ کا روزہ	22	36	مستحبات عیدین	49
17	عرفہ یعنی 9 ذوالحج کا روزہ	24	37	طریقہ نمازِ عید و مسائل	50
18	حج کرنے والا عرفہ کا روزہ نہ رکھے	24	38	عیدالاضحیٰ کے مسائل	52
19	شوال المکرم کے روزے	25	39	صدقہ فطر و مسائل فقہیہ	53
20	عشرہ ذوالحج کے روزے	25			

نحمد اللہ تعالیٰ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہٖ المجتبی
وعلی آلہٖ وصحبہٖ دائماً ابداً امابعد

روزہ دین اسلام کا اہم ترین رکن :

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خمْسٍ شَهَادَةً اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوة والْحَجِّ وَصَوْمَ رَمَضَانَ

(صحیح بخاری رقم الحدیث 7)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (اوّل یہ کہ) اس بات کی (دل سے) گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ (اس کے بعد یہ کہ) نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

فائدہ: ۔ یعنی جس طرح بنیاد کے بغیر عمارت کا تصور نہیں ہے، اسی طرح مذکورہ بالا پانچ بنیادی ارکان میں سے کسی بھی ایک کا انکار کرنا کفر ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کا ارشادِ ذی شان ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ...... الی...... اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(یعنی سورہ البقرۃ کی آیات نمبر 183,184)

ترجمہ :۔ اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ جیسا کہ تم سے پہلے آنے والی امتوں پر فرض کیا تھا۔ (یہ اس لئے فرض کیا گیا ہے) کہ تم کو تقویٰ میسر آئے۔ یہ روزے گنتی کے چند دن ہی تو ہیں۔ پھر اگر (ان ایام میں) تم میں سے کوئی بیمار ہو جائے یا (لمبے) سفر پر جانا پڑے تو وہ (رمضان المبارک کے بعد) دوسرے دنوں میں (رہ گئے روزوں کو رکھ کر) گنتی پوری کرے اور جو کوئی (سخت نقاہت اور دوسرے شرعی عذر کی وجہ سے) روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ (ہر روزہ کے بدلہ میں) ایک مسکین کو کھانا بطور فدیہ دے پھر اگر کوئی زیادہ بھلائی کرے (یعنی زیادہ سخاوت کرے) تو یہ اس کے حق میں بہت بہتر ہے۔ اور

روزہ رکھنا ہی بہر حال تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔(۲:۱۸۳،۱۸۴)

روزے کی فرضیت کا انکار کرنا یا اس کا مذاق اڑانا معاذ اللہ تعالیٰ آئیہ قرآنیہ کا مذاق اڑانے کے مترادف ہے اور یہ کفر ہے۔ جبکہ روزہ نہ رکھنا زبردست محرومی کی دلیل ہے۔

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔(ترجمہ)

(2)......''جو شخص رمضان المبارک کا ایک روزہ بلا عذر چھوڑ دیتا ہے تو وہ اگر چہ عمر بھر روزے رکھے مگر (ثواب کے لحاظ سے) اس روزہ کی قضا نہیں بن سکتے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث 723، ابن ماجہ رقم الحدیث 1672، ابوداؤد رقم الحدیث 413، صحیح ابن خزیمہ رقم الحدیث 88-1987) مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض سعودیہ عرب)

اگر چہ خود قرآن کریم کا حکم ہے۔ کہ رہ گئے روزوں کو (خواہ وہ عذر سے ہوں یا بلا عذر) رمضان المبارک کے بعد قضا کے طور پر پورے کرو اور یہ فرض ہے۔ اور اس روزہ کو رہ گئے روزہ کی قضا قرار دیا جائے گا مگر ظاہر ہے کہ جو فضیلت رمضان المبارک کے ساتھ مختص ہے وہ تو میسر نہ آ سکے گی مثلاً اس کی ایک فضیلت یہ بھی ہے۔ رمضان المبارک میں نفل کا ثواب فرض کے برابر ہے اور ایک فرض کا ثواب ستر (70) فرائض ادا کرنے کے برابر ہے۔(الحدیث)

اسی طرح ماہ صیام کی فضیلت میں بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں۔ چند ایک کے تراجم یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

روزہ اور ماہِ رمضان کی فضیلت:

(3)......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''جس نے ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور (اس کی راتوں کو) قیام کیا اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

اور جو آدمی لیلتہ القدر میں ایمان اور طلب ثواب کی نیت سے کھڑا ہو کر عبادت کرے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(ترمذی رقم الحدیث683،ابن ماجہ رقم الحدیث1326،ابی داؤد رقم الحدیث1242)

(4)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم نے ہر عمل اپنے لئے کیا مگر روزہ بالخصوص میرے لئے رکھا ہے۔ اس کا بدلہ میں ہوں، روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی شخص کا روزہ ہو تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے اور نہ ہی کسی سے جھگڑے، بلکہ اگر کوئی اس کو گالی دے یا لڑے تو یہ جواباً کہے کہ میں روزے سے ہوں۔ (یعنی میں روزے کو بدزبانی سے آلودہ نہ ہونے دوں گا) اور مجھے اس ذات بابرکات کی قسم کہ جس کے قبضۂ قدرت میں (مجھ) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے مونہہ کی بُو مشکِ خالص کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔ (اے ایمان والو تم کو مبارک ہو کہ) روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن سے اسے فرحت ہوتی ہے ایک تو جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسری جب اپنے رب سے ملے گا تو روزے کے باعث خوش ہوگا۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم رقم الحدیث 1777 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور) (صحیح مسلم رقم الحدیث 2602، 2603، 2604 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور) (جامع ترمذی رقم الحدیث 764 مطبوعہ الریاض)، (ابی داؤد رقم الحدیث2046) مسلم اور ترمذی میں مزید یہ ہے کہ۔

(5)......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابن آدم کے ہر عمل کا ثواب دس سے لیکر سات سو گنا تک ہے مگر روزہ تو خصوصاً میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (مسلم و ترمذی)

(6)......حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت سلمان فارسی اور اسی مفہوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب ماہ رمضان کی پہلی شب ہوتی ہے تو (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) خبیث شیطانوں اور سرکش جنات کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ اور جہنم کے

دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور (پورے ماہ صیام) ان میں سے کوئی دروزاہ کھولا نہیں جاتا جبکہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اوران سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک منادی پکارتا ہے کہ اے بھلائی کے طلب کرنے والے آگے بڑھ (اور خوب خوب نیکیاں کر) اور اے برائی کے خوگر ٹھہر جا (یعنی توبہ کر لے تا کہ تیرے بھی سارے گناہ معاف ہو جائیں) اللہ تعالیٰ (آمد رمضان المبارک کی برکت سے) بہت سے گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔ اور یہ عمل ساری رات ہوتا رہتا ہے۔

(ترمذی رقم الحدیث 682) (ابن ماجہ رقم الحدیث 1642، مطبوعہ ریاض سعودیہ عربیہ)

(7) ......حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے شعبان المعظم کے آخری دن ہمیں وعظ فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے پاس عظمتوں اور برکتوں والا مہینہ تشریف لانے والا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ایک ہزار مہینہ سے افضل ہے (یعنی لیلۃ القدر) اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض فرمائے ہیں اور اس کی راتوں کو قیام کرنا (مثلاً نماز تراویح پڑھنا یا رات کو نوافل پڑھنا) بہت ثواب کی چیز بنایا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں ایک نفل ادا کرے گا تو ایسا ہے جیسا کہ کسی دوسرے مہینہ میں فرض ادا کیا ہے۔ اور جو اس میں ایک فرض ادا کرے گا تو (ثواب کے اعتبار سے) ایسے ہے جیسے دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کئے ہوں، یہ مہینہ صبر کا ہے جبکہ صبر کا بدلہ جنت ہے، اور یہ مہینہ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنے کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایمان والے کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اس میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کروائے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دے گا اور اس کو آتش جہنم سے محفوظ فرما دے گا۔ اور اس افطار کروانے والے کو بھی ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا کہ روزہ رکھنے والے کو حالانکہ اس کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم میں سے ہر ایک اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ لوگوں کے روزے افطار کروائے اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو عطا فرمائے گا جو (اپنی طاقت کے مطابق)

ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا پانی سے روزہ افطار کروائے گا۔اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اللہ تعالیٰ اسے حوض کوثر سے ایسا سیراب فرمائے گا کہ پھر وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل رحمت ہے، درمیان مغفرت ہے۔اور اس کا اخیر جہنم سے آزادی ہے جو کوئی اس مہینہ میں اپنے غلام (نوکر، ملازم) کے ساتھ نرمی کا سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا۔

(رواہُ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ کتاب الصوم رقم الحدیث 1866)(مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مسائل فقہیہ:۔

(نیت):۔صوم یعنی روزہ عرف شرع میں کسی مسلمان کا عبادت کی نیت سے صبح صادق سے لیکر غروب آفتاب تک خود کو کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے باز رکھنا ہے۔ اس میں عورت کا حیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔روزہ خواہ فرض یا واجب ہو مثلاً رمضان کا روزہ، کفارہ کا روزہ، نذر کا روزہ یا پھر سنت ونفل مثلاً ہر ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ تاریخ یا ہر پیر کے دن یا عاشورہ کا روزہ وغیرہ سب روزوں کیلئے ضحوٰی کبرٰی یعنی زوال سے قبل نیت کرنا ضروری ہے ورنہ روزہ نہیں ہوگا۔

مسئلہ:۔ نفل یا مسنون روزہ محض نیت کرنے سے واجب نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے نیت کے ساتھ ساتھ وقتِ روزہ کا شروع ہونا بھی ضروری ہے کہ مثلاً کسی نے رات کو نفل یا مسنون روزہ کی نیت کی مگر صبح کو اس کا ارادہ بدل گیا تو کوئی قضا لازم نہیں ہے لیکن اگر اس نے اس نیت کے ساتھ صبح کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اس نے روزہ کو توڑ لیا تو اب اس پر مذکورہ روزہ کی قضا لازم ہے۔اور اگر وہ روزہ رمضان المبارک کا تھا تو بعض صورتوں میں قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہے۔

سحری:۔ روزہ رکھنے کی نیت سے صبح صادق سے قبل جو کچھ کھایا پیا جاتا ہے اسے ''سحری'' کہتے ہیں۔حضور اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم خود سحری کا اہتمام

فرماتے اور دوسروں کو بھی سحری کی تاکید فرماتے ہیں۔ دراصل یہ سب میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اپنی امت پر کمال درجہ کی شفقت ہے۔ ورنہ حضور اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے محتاج نہ تھے آپ تو کئی کئی دن بغیر کچھ کھائے پیئے ''صوم وصال'' رکھ لیتے تھے۔ مگر اپنی امت پہ کتنا کرم فرمایا اس کا اندازہ ذیل کی چند احادیث مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

(8)......حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''

(سنن نسائی رقم الحدیث 2162 مطبوعہ الریاض، جامع ترمذی رقم الحدیث 708 مطبوعہ الریاض)

(9)......حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان روزوں کا فرق سحری کھانے میں ہے۔ (یعنی وہ سحری نہیں کھاتے)۔

(ابوداؤد 2343، مطبوعہ الریاض سعودیہ عربیہ) (ترمذی رقم الحدیث 708 مطبوعہ الریاض)،

(ابن ماجہ 1692۔ نسائی 2166 مطبوعہ الریاض)

(10)......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں۔

(رواہ طبرانی فی الاوسط۔ وابن حبان)

(11)......حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سحری ساری کی ساری برکت ہی برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لیا جائے۔ اس لئے کہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ (رواہ احمد)

افطاری:۔

(12)......حضرت سیدنا سھل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ لوگ خیر پر رہیں گے جب تک کہ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔(صحیح بخاری رقم الحدیث 1825، صحیح مسلم رقم الحدیث 2450 مطبوعہ لاہور، ترمذی رقم الحدیث 699 مطبوعہ ریاض)

امام ترمذی اس حدیث کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابی ہریرہ، ابن عباس، عائشہ صدیقہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی (ایسی ہی) روایات منقول ہیں اور یہ حدیث مبارکہ حسن صحیح ہے۔اسی حدیث پاک کو علماء صحابہ کرام اور جید تابعین نے اختیار فرمایا۔ان سب حضرات کے نزدیک افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے۔(ترمذی باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

(13)......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا(میرا) یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیونکہ یہود ونصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔''

(ابن خزیمہ، ابوداؤد، ابن حبان کنز العمال جلد نمبر 8 رقم الحدیث 23867، مطبوعہ ملتان)

(14)......حضرت ابوعطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور مسروق دونوں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت مسروق نے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابی ہیں دونوں بہت بڑھ چڑھ کر نیکی اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ان میں سے ایک تو نمازِ مغرب اور افطار میں جلدی کرتے ہیں جبکہ دوسرے صاحب نمازِ مغرب اور افطار میں دیر کرتے ہیں۔ام المومنین نے پوچھا یہ جلدی کرنے والے کون صاحب ہیں۔مسروق نے کہا کہ ''عبداللہ بن مسعود'' رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔''(صحیح مسلم رقم الحدیث 2453 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

(15)......حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) جب رات اس طرف سے آرہی ہو اور دن اس طرف (مغرب

کی طرف) جار ہااور سورج غروب ہوجائے تو روزہ افطار کرلیا کرو۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 1823 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

(16)......حضرت عبداللہ بن روفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ماہ رمضان المبارک میں ایک سفر میں تھے جب سورج غروب ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ستو گھولنے کا حکم دیا اس نے عرض کیا کہ ابھی تو دن کا اجالا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے لئے ستو گھولو اس نے پھر عرض کیا کہ ابھی شام (گہری) نہیں ہوئی آپ نے فرمایا ہمارے لئے ستو گھولو۔ اس نے ستو پیش کر دیئے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو نوشِ جان فرمایا اور مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جب تم دیکھو کہ اس طرف سے رات آرہی ہے اور سورج غروب ہوگیا ہے تو روزہ افطار کرلو۔

(خلاصہ احادیث صحیح بخاری رقم الحدیث 1824، 1825، صحیح مسلم رقم الحدیث 2452، 2453)

وقت سے قبل روزہ افطار کرنا:

بعض اس قسم کی احادیث مبارکہ پڑھ کر افطاری میں حد سے زیادہ جلدی کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام نے ہر کام میں اعتدال کا حکم دیا ہے۔ وقت سے پہلے روزہ کھولنا سخت گناہ اور عذاب جہنم کا باعث ہے۔

(17)......ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی جس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (آج شب) میں نے دیکھا کہ ایک قوم کو الٹا لٹکایا گیا ہے اور ان کی باچھیں چیری جارہی ہیں اور ان میں سے خون بہہ رہا ہے۔ شدتِ درد سے وہ چیخ و چلا رہے ہیں میں نے (اپنے ہمراہی فرشتوں سے) پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں (جن کو یہ سخت سزا مل رہی ہے) تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کرلیا کرتے تھے۔ (صحیح ابن حبان و صحیح ابن خزیمہ)

معاذ اللہ تعالیٰ۔عبرت حاصل کریں وہ لوگ جو پوری طرح سورج غروب ہونے سے قبل ہی روزہ افطار کر لیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ہم نے حدیث پر عمل کیا ہے۔

روزہ افطار کس سے کرے:

اگر چہ ہر حلال چیز سے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے کہ مگر زیادہ ثواب کے لئے ان احادیث مبارکہ پر عمل کیجیے۔

(18)......حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے کرے کیونکہ اس میں برکت ہے اگر یہ نہ ملیں تو پانی سے افطار کرے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (احمد،ابوداؤد،ترمذی۔ابن ماجہ،دارمی)

(19)......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نمازِ مغرب سے قبل تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے اگر کھجوریں نہ ہوتیں تو چھوہارے لے لیتے اور یہ بھی نہ ہوتے تو چند چلو پانی نوشِ جان فرما لیتے۔

(ترمذی،ابی داؤد)

ابی داؤد کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا مانگتے۔اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

(20)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تین اشخاص کی دعا کو رد نہیں کیا جاتا۔

(1) روزہ دار جبکہ روزہ افطار کرے۔(2) بادشاہ عادل (۳) اور مظلوم کی دعا۔اللہ تعالیٰ اس (کی دعا) کو ابر سے بھی اوپر بلند فرماتا ہے اور اس کے لئے آسمان (یعنی قبولیت) کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا اگر چہ تھوڑی دیر بعد ہی کیوں نہ ہو۔

(احمد،ترمذی،ابن ماجہ،ابن خزیمہ،ابن حبان)

مسائل روزہ:

روزہ کی پانچ اقسام ہیں ۔(1) فرض (2) واجب (3) نفل (4) مکروہ تنزیہی (5) مکروہ تحریمی ۔فرض و واجب کی دو اقسام ہیں۔معیّن اور غیر معیّن ،فرض معیّن جیسے ادائے رمضان المبارک ۔فرض غیر معیّن جیسے رمضان المبارک کی قضا اور کفارے کے روزے۔اسی طرح واجب معیّن ،نذر معیّن کا روزہ،واجب غیر معیّن جیسے نذر مطلق کا روزہ۔نفل مسنون روزہ مثلاً عاشورہ کا روزہ،ایام بیض کے روزے،عرفہ کا روزہ،ذوالحج کے ابتدائی ایام کے روزے،شوال المکرّم کے چھ روزے،پیر اور جمعرات کا روزہ،صوم داؤدی یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار یہ سب مسنون اور نفل ہیں۔بعض روزے مکروہ تنزیہی ہیں مثلاً ہر ہفتہ کے دن کا روزہ،ایسے ایام کہ کفار جن کی خصوصاً تعظیم کرتے ہیں ۔جیسے ہولی ،دیوالی،مہرگان نیروز وغیرہ،اسی طرح صوم وصال یعنی چپ کا روزہ،صوم دھر یعنی ہر روز بغیر ناغہ کے ہمیشہ روزہ رکھنا وغیرہ،اور کچھ روزے مکروہ تحریمی ہیں مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا یا ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔(عالم گیری درمختار)

مسئلہ: کسی بھی روزہ کیلئے نیت شرط ہے،نیت کی وقت ضحوۂ کبری یعنی نصف النھار شرعی (زوال) شروع ہونے سے پہلے تک ہے بعد میں نہیں۔

مسئلہ: سحری کھانا بھی نیت ہی ہے خواہ روزے رمضان المبارک کے ہوں یا کوئی اور لیکن اگر سحری کے وقت کھانا روزہ کی نیت سے نہیں کھایا تو روزہ نہیں ہے۔(جوہرہ،درمختار)

مسئلہ: رمضان المبارک کے ہر روزہ کے لئے نئی نیت کرنا ضروری ہے۔اگر کسی دن بغیر نیت کے بھوکا رہا تو روزہ نہ ہوا۔(جوہرہ)

مسئلہ: یوم الشک یعنی تیس شعبان المعظم کو یہ خیال کرتے ہوئے معلوم نہیں آج رمضان المبارک ہے کہ نہیں اس شک کے باوجود اگر رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھا تو مکروہ تحریمی ہے خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتا ہے اس کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے۔(درمختار،ردالمحتار)(استنباط از بخاری رقم الحدیث 1779،ترمذی رقم الحدیث 738)

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

(21)......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جس روزہ دار نے بھول کر کھا پی لیا ہو وہ اپنا روزہ پورا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا اور پلایا ہے۔(صحیح بخاری رقم الحدیث 1803، صحیح مسلم رقم الحدیث 2612، مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور، سنن ترمذی رقم الحدیث 721 مطبوعہ الریاض)

(22)......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا '' جس پر قے نے غلبہ کیا اس پر قضا نہیں ہے اور جس نے قصداً قے کی اس پر روزہ کی قضا واجب ہے۔ (ابوداؤ، ترمذی، ابن ماجہ دارمی)

(23)......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم میں عرض کیا کہ میری آنکھ میں مرض ہے۔کیا میں حالتِ روزہ میں سرمہ استعمال کرلوں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں لگالو۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث 726 مطبوعہ الریاض)

(24)......حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (ایک دوبار نہیں) بے شمار مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو حالتِ روزہ میں مسواک کرتے ہوئے دیکھا۔ (ابوداؤد، ترمذی، صحیح بخاری)

فائدہ:۔ خیال رہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس روایت پر باب یوں باندھا ہے۔'' بَابُ مِسْوَاکِ الرَّطْبِ وَالْیَابِسِ لِلصَّائِمِ ''یعنی روزہ دار کا خشک اور تر مسواک کا استعمال کرنا۔

(25)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا '' تین چیزیں روزہ دار کا روزہ نہیں توڑتیں سینگی لگوانا، قے اور احتلام۔(ترمذی رقم الحدیث 719، مطبوعہ الریاض)

مسئلہ: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اگر روزہ دار کو بھول کر کھاتا پیتا دیکھے تو اس کو یاد دلا دینا واجب ہے۔ اگر یاد نہ دلایا تو گنہگار رہوا، لیکن اگر روزہ دار کمزور و ناتوان ہے کہ شاید روزہ ہی پورا نہ کر سکے تو فوراً یاد نہ دلائے بصورت دیگر یاد دلا دے۔ (درالمختار)

مسئلہ: مکھی، دھواں یا گرد و غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ وہ غبار آٹے کا ہو مثلاً آٹا پیستے یا چھانتے وقت اڑے، یا روٹی وغیرہ پکاتے وقت دھواں اڑے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر دھواں قصد اور ارادہ کے ساتھ حلق سے نیچے اتارے مثلاً اگر بتی کا دھواں ناک کے قریب کر کے اندر کو کھینچا یا سگریٹ وحقہ وغیرہ پیا تو روزہ ٹوٹ گیا بلکہ حقہ و سگریٹ وغیرہ پینے سے کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (درمختار، ردالمختار)

مسئلہ: تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (جوہرہ نیّرہ)

نوٹ:۔ لیکن قطرے (ڈراپس) آنکھ یا کان میں نہ ڈالے۔

مسئلہ: کلی کی اور مونہہ میں کچھ تری سی باقی رہ گئی اسے نگل گیا یا کوئی دوائی وغیرہ کوٹی اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا یا دانتوں سے خون نکلا مگر حلق سے نیچے نہ اترا، یا خون اس قدر خفیف تھا کہ مزہ حلق میں محسوس ہی نہ ہوا تو اس سب صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوا۔ (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ: بھولے سے کھا یا پی رہا تھا یاد آتے ہی لقمہ پھینک دیا تو روزہ نہ گیا اور اگر یاد آنے کے بعد نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالم گیری)

مسئلہ: بدخوابی (احتلام) یا غیبت کی وجہ سے روزہ نہ گیا اگرچہ قرآن وحدیث میں غیبت کی سخت مذمت فرمائی گئی ہے اور غیبت کرنے والے کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا قرار دیا گیا ہے۔ اس لئے غیبت سے روزہ کی نورانیت تو زائل ہو جاتی ہے مگر روزہ کی قضا کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ (درمختار)

مسئلہ: روزہ میں مسواک بدستور سنت ہے۔ مسواک خواہ خشک ہو یا تر زوال سے پہلے کرے یا بعد کرے ہر حال میں جائز ہے۔ مگر خیال رہے کہ مسواک کے ریشے حلق سے نیچے نہ اتریں۔ (عامہ کتب)

جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

جیسا کہ قبل ازیں احادیث مبارکہ کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ روزہ ارکان اسلام میں ایک اہم رکن ہے۔اس کا انکار کفر ہے،اس کو قبل از وقت افطار کرنا سخت گناہ ہےاس طرح بلا عذر شرعی روزہ کو توڑ دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

(26)......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اسلام کے مضبوط کڑے اور قواعد تین ہیں کہ جن پر اسلام کی مضبوط بنیاد رکھی گئی ہے۔جو ان میں کسی ایک کو بھی ترک کرے (یعنی انکار کرے) گا وہ کافر ہےاوراس کا خون حلال ہے۔ان میں (ایک) کلمہ توحید کی گواہی دینا ہے۔(دوسرا) فرض نماز کا ادا کرنا ہے۔(تیسرا) رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ایک اور روایت میں ہے کہ جو ان میں سے ایک کو بھی ترک کرے (یعنی انکار کرے) وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتا ہےاوراس کے فرض ونفل کچھ بھی قبول نہیں۔(مسند ابو یعلی)

روزہ کی قضا/کفارہ:

خدانخواستہ اگر بلاعذر شرعی روزہ توڑ بیٹھے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف روزہ کی قضا واجب ہوگی اور کبھی قضا کے ساتھ کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔قضا سے مراد یہ ہے کہ ایک روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ ہی رکھے جبکہ کفارہ یہ ہے کہ جو روزہ توڑا ہے اس کے بدلہ میں ایک غلام آزاد کرے اگر غلام میسر نہ ہو تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے۔اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلا دے۔اگر روزے رکھے تو درمیان میں کسی بھی صورت روزہ کا ناغہ نہ کرے ورنہ سارے کے سارے ساٹھ روزے دوبارہ رکھنا ہوں گے۔البتہ خواتین مخصوص ایام کے ناغے کریں گی۔

مسئلہ: کھانے پینے اور جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔اس سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔(عامہ کتب)

مسئلہ: حقہ، سگار، سگریٹ وغیرہ پینے اور پان کھانے سے اگرچہ پیک تھوکتا رہے

روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ لازم ہے۔(عامہ کتب)

مسئلہ: دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے نیچے اتر گیا اگر حلق میں مزہ محسوس ہوا یا تھوکا تو خون تھوک پر غالب یا برابر تھا ایسا تھوک حلق سے نیچے اتارا تو روزہ جاتا رہا قضا لازم ہے(درمختار)

مسئلہ: حقنہ لیا یا ناک میں ڈراپ (دوائی کے قطرے) ڈالے تو روزہ جاتا رہا اور صرف قضا لازم ہے۔(عالم گیری)

مسئلہ: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں مبالغہ سے پانی چڑھایا اور وہ حلق میں چلا گیا، یا مونہہ کھولے سو رہا تھا کسی نے مونہہ میں پانی ڈال دیا اور وہ حلق سے نیچے اترا یا آنسو مونہہ میں چلا گیا جس سے سارا مونہہ نمکین ہو گیا اور اس نے نگل لیا۔ ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔(عالم گیری)

اگر آنسو اتنا قلیل ہو کہ محسوس نہ ہو تو روزہ نہ گیا۔(مذکورہ)

مسئلہ: قصداً مونہہ بھر کر قے کی تو روزہ جاتا رہا۔ اور قضا لازم ہے(درمختار)

مسئلہ: اگر بلا ارادہ قے ہو گئی اور واپس پلٹ کر نہ گئی تو روزہ نہ گیا اور اگر واپس پلٹی اور وہ قے مونہہ بھر کر تھی اگر چہ چنے کے برابر ہی واپس پلٹی ہو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ لیکن اگر معمولی قے آئی جو مونہہ بھر کر نہ تھی۔ مثلاً کھانا زیادہ کھانے سے ڈکار آیا اور کھانے یا پانی کا مزہ حلق میں محسوس ہوا یا معمولی سا کھانا یا پانی مونہہ میں آیا مگر اس نے واپس نگل لیا تو روزہ نہ گیا۔(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کھانسی میں بلغم وغیرہ آئی اور اس نے نگل لی تو روزہ نہ گیا۔(ردالمحتار)

مسئلہ: اگر کوئی ایسی شے کھائی کہ لوگ اس سے گھن کرتے ہیں مثلاً پتھر، مٹی، گھاس وغیرہ یا آنسو یا پسینہ وغیرہ اس مقدار میں کہ سارا مونہہ نمکین ہو جائے نگل لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ قضا لازم ہے۔(درمختار)

لیکن اگر مٹی کھانے کے عادی نے مٹی کھائی تو کفارہ بھی لازم ہے۔(درمختار)

مسئلہ: اگر سحری کا وقت ختم ہو چکا تھا مگر اس نے وقتِ سحر سمجھ کر کھانا کھا لیا یا ابھی

سورج غروب نہ ہوا تھا۔اس نے افطار کرلیا اور بعد میں حقیقت کا پتہ چلا تو دونوں صورتوں میں صرف قضا لازم ہے۔(درمختار)

مسئلہ: اگر کسی نے مجبور کر کے روزہ تڑوادیا اور یہ مجبوری اکراہ شرعی تھی یعنی شدید نقصان، یا ضرب شدید۔وغیرہ کی صحیح دھمکی دے کر روزہ تڑوادیا تو صرف قضا لازم ہے۔(جوہرہ)

مسئلہ: کفارہ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہو مثلاً عورت نے روزہ توڑا کہ جس سے کفارہ لازم تھا اسی دن اسے حیض یا نفاس آ گیا یا روزہ توڑنے والا خدانخواستہ ایسا شدید بیمار ہوگیا کہ جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو ان صورتوں میں کفارہ ساقط ہوگیا۔لیکن اگر اسی دن اس نے سفر اختیار کرلیا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا کیونکہ یہ اختیاری امر ہے جبکہ بیماری اور حیض و نفاس غیر اختیاری امر ہے۔(جوہرہ)

مسئلہ: نفل روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو صرف قضا لازم آئے گی کفارہ نہیں۔یعنی ایک روزہ کے بدلہ میں صرف ایک روزہ رکھنا ہوگا۔(درمختار)

روزہ کے مکروہات

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جو شخص بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔(یعنی اس کو روزہ کی نورانیت میسر نہیں آتی)۔(بخاری،ابوداؤ،ترمذی،نسائی ابن ماجہ وطبرانی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انہیں روزہ میں سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ بھی میسر نہیں آتا اور بہت سے راتوں کو عبادت میں قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ ان کو رات بھر جاگنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔(رقم الحدیث 1690 ابن ماجہ۔نسائی رقم الحدیث)

☆......حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ (روزہ کی اس ڈھال کو) کس سے پھاڑے گا تو فرمایا جھوٹ یا غیبت سے۔

(بیہقی وطبرانی عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

☆......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''روزہ (صرف) اس چیز کا نام نہیں کہ محض کھانا پینا ہی چھوڑ دیا جائے بلکہ روزہ تو یہ (چاہتا) ہے کہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بھی بچا جائے۔

(ابن خزیمہ وابن حبان)

مسئلہ: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی بکنا، بیہودہ بات کرنا کسی مسلمان کو ستانا، یہ سب کچھ ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں روزہ کی حالت میں (معاذ اللہ تعالیٰ) گناہ مزید بڑھ جاتا ہے اور اس کی وجہ سے روزہ میں کراہت آجاتی ہے۔

مسئلہ: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لئے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا کسی ملازم کا باس بہت سخت مزاج ہے اگر کھانے میں نمک کی کمی بیشی ہوگئی تو یہ اسے سزا دے گا یا وہ کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے اگر بغیر چکھے خریدے گا تو نقصان ہوگا۔ اسی طرح چبانے میں عذر یہ ہے کہ بچہ بہت چھوٹا ہے جو روٹی چبا نہیں سکتا کوئی نرم غذا نہیں جو اسے دی جاسکے نہ ہی کوئی ایسا ہے جو اسے چبا کر دے تو ایسی صورت میں چکھنے اور چبانے میں حرج نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: یہ بات خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ چکھنے یا چبانے میں شدید احتیاط کرے اگر چکھی یا چبائے جانے والی شے کا کوئی حصہ حلق سے نیچے اتر گیا تو روزہ جاتا رہے گا۔ بلکہ اگر کفارہ کی شرط پائی گئی تو کفارہ بھی لازم ہوگا یہاں چکھنے یا چبانے سے مراد شے کا صرف مونہہ کے اندر رہنا ہے۔ نہ کہ پیٹ میں اتارنا۔ جس طرح کہ مسواک کو چبایا جاتا ہے۔ یا نمکین پانی سے وضو کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: فصد کروانا یعنی خون نکلوانا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر ضعف کا اندیشہ ہو تو مکروہ ہے۔

جن صورتوں میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر ہے۔ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ط۔ ''اور تم میں سے جو کوئی بیمار ہو جائے یا وہ مسافر ہو تو رہ گئے روزوں کی گنتی بعد کے دنوں میں پوری کرے''۔ (البقرہ)

☆ ...... اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ کیا میں سفر میں روزے رکھوں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہے رکھو چاہے نہ رکھو۔ (بخاری کتاب الصوم، مسلم کتاب الصوم)

☆ ...... حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رمضان المبارک کی سولہ تاریخ کو ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جہاد پر روانہ ہوئے ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ ہی روزہ داروں نے روزہ نہ رکھنے والوں کو برا کہا اور نہ ہی روزہ نہ رکھنے والوں نے روزہ داروں پر عیب لگایا۔ (صحیح مسلم کتاب الصوم)

☆ ...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے آدھی نماز معاف فرما دی ہے (یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں قصر کرے گا) اور مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ پر روزہ معاف فرما دیا ہے (یعنی اگر چاہیں تو اس وقت نہ رکھیں بلکہ بعد میں گنتی پوری کر لیں)

(ابوداؤد نسائی، ابن ماجہ ترمذی)

مسئلہ: سفر، حمل، بچہ کو دودھ پلانا، مرض، بڑھاپا، اکراہ شرعی، جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے عذر ہیں۔ یعنی اگر ان وجوہ سے روزہ ترک کرے تو گنہگار نہیں (درمختار)

مسئلہ: مذکورہ بالا افراد میں عذر کا سبب دور ہو جانے پر روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ لیکن اگر مرض ختم نہ ہو یا ضعیف العمری کی وجہ سے طاقت بحال نہ ہو تو فدیہ ادا کرے۔

(کتب عامہ)

مسئلہ: یہاں سفر سے مراد شرعی سفر یعنی کم از کم نوے کلو میٹر ہے۔اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اپنی یا بچے کی جان جانے یا صحت کے خراب ہو جانے کا صحیح اندیشہ ہوتو روزہ نہ رکھے لیکن اگر آسانی ہوتو روزہ ترک نہ کرے،اس طرح اگر مریض کو مرض کے بڑھ جانے یا کمزور تندرست کو بیمار ہوجانے کا یقین ہوتو اس وقت روزہ ترک کرسکتا ہے۔(درمختار)

مسئلہ: جب عورت کو حیض یا نفاس آ گیا تو روزہ جا تا رہا۔(عالم گیری)

نوٹ:۔خواتین کو جو ہر ماہ خون آتا ہے اسے حیض اور جو بچے کی ولادت پر خون آتا ہے۔اسے نفاس کہتے ہیں۔حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس یوم ہے اور نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس یوم ہے۔اگر اس مدت کے بعد بھی خون آئے تو اسے استحاضہ کہا جاتا ہے۔اس دوران عورت نماز، روزہ، تلاوت قرآن کریم سب کچھ ادا کرے گی البتہ اسے ہر نماز کے لئے الگ وضو کرنا ہوگا۔

مسئلہ: اگر عورت دس دن سے کم ایام میں پاک ہوگئی اور روزہ رکھنے کا وقت ہوتو روزہ ضرور رکھے اگرچہ غسل بعد میں کرے لیکن اتنی دیر تک غسل نہ کرنا کہ نماز کا وقت گذر جائے گناہ ہے مگر روزہ ہوجائے گا۔(کتب عامہ)

مسئلہ: اگر نفاس والی عورت دس دن کے بعد اور چالیس دن سے پہلے صحیح پاک ہو جائے تو روزہ رکھے ورنہ چالیس روز پورے کرے پھر خواہ خون آئے یا نہ آئے چالیس دن کے بعد روزہ رکھنا فرض ہوگا۔بشرطیکہ اس کے سوا کوئی دوسرا عذر نہ ہو۔

مسئلہ: خدانخواستہ کسی کو کسی خطرناک زہریلے جانور نے ڈس لیا تو دوائی کے استعمال کے لئے روزہ توڑنا جائز ہے اور اس پر صرف قضا لازم ہوگی۔(ردالمختار)

مسئلہ: کسی عذر کی وجہ سے رہ گئے روزوں کی قضا فرض ہے۔جس قدر جلدی ہو سکے روزے رکھ لے حدیث پاک میں ہے کہ جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہو اور اس کے روزے نہ رکھے ہوں تو اس رمضان کے روزے قبول نہیں۔(درمختار)

مسئلہ: معاذ اللہ تعالیٰ یہاں یہ مراد نہیں کہ جس نے پچھلے رمضان المبارک کے

روزے نہ رکھے ہوں وہ اس رمضان میں بھی نہ رکھے بلکہ اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرے اوراس رمضان المبارک کے روزے رکھے۔

مسئلہ: اگر مریض کے تندرست ہو جانے یا کمزور ضعیف العمر کی طاقت کے بحال نہ ہونے کا صحیح اندیشہ ہوتو ہر روزے کا فدیہ ادا کرے۔(درمختار)

مسئلہ: شیخ فانی یعنی وہ ضعیف العمر جو دن بدن کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جائے یا وہ بیمار جس کی بیماری طول پکڑ جائے وہ ہر روز فدیہ کے طور پر ایک مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے یا ہر روزے کے بدلہ میں صدقہ فطر کے برابر غلّہ وغیرہ کسی مسکین کو دے دے۔(درمختار)

مسئلہ: اگر فدیہ دینے کے بعد طاقت بحال ہوگئی کہ اب روزہ رکھ سکتا ہے تو روزہ رکھے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو فدیہ صدقہ نفل ہو جائے گا۔(عالم گیری)

مسئلہ: فدیہ دینے والے کو اختیار ہے کہ خواہ ہر روزہ کا الگ الگ فدیہ ادا کرے خواہ پورے رمضان المبارک کا فدیہ ایک مرتبہ ہی ادا کر دے اسی طرح اگر وہ چاہے تو سب روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو دے دے اور اگر چاہے تو الگ الگ مساکین کو دے دے مگر کسی بھی مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم نہ دے۔(عالم گیری)

نفلی روزوں کے فضائل ومسائل

عاشورہ کا روزہ:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''رمضان المبارک کے بعد افضل ترین روزہ محرم الحرام کا ہے اور فرض نماز کے بعد افضل ترین نماز صلوٰۃ اللیل (یعنی تہجد یا رات کو پڑھے جانے والے دیگر نوافل) ہے۔(مسلم ابی داؤد، ترمذی، نسائی)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے۔پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اس روزہ

کا حکم دیا اور خود روزہ رکھا۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تب بھی یہ روزہ رکھتے رہے۔ پھر جب رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے تو فرمایا اب جس کا جی چاہے عاشورہ کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے نہ رکھے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 2537، صحیح مسلم رقم الحدیث 1868، ترمذی رقم الحدیث 753، ابی داؤد رقم الحدیث 2110)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''تمہارے اس'' دن کے روزہ کا کیا سبب ہے۔ انہوں نے کہا یہ عظیم دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر نعمت روزہ رکھا اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہم تم سے زیادہ موسیٰ کلیم اللہ کے قریبی ہیں اور ہمارا تم سے زیادہ حق ہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور اس کے دن کے روزہ کا حکم بھی دیا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث 2554)

☆......حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دن کی تو یہود ونصاریٰ تعظیم کرتے ہیں۔ (اور آپ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ ان سے مشابہت ہو) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اگلا سال آئے گا تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ (یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو) ہم نو(9) تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے۔ (مسلم شریف ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ ''لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ'' اگر میں آئندہ سال تک رہا تو (روزہ رکھوں گا) راوی کہتے ہیں کہ آئندہ (عاشورہ) سے قبل ہی حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاء العلیٰ کی طرف انتقال فرما گئے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث 2562-2563)

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔''مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عاشورہ کا روزہ گذرے ہوئے سال بھر کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم بحوالہ بہار شریعت جلد پنجم ص 113)(ترمذی رقم الحدیث 752، ابن ماجہ 1738)

فائدہ:...... یاد رہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امید یقین کے درجہ میں ہوتی ہے۔

عرفہ یعنی 9 ذوالحج کا روزہ

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم، جامع ترمذی 749، سنن ابوداؤد 2425، سنن ابن ماجہ 1730، مطبوعہ الریاض)

نوٹ: حضرت ابوقتادہ کے علاوہ اس حدیث کو حضرت سھل بن سعد، حضرت ابوسعید خدری، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی روایت کیا ہے۔

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزِ عرفہ کے ایک دن کے روزے کو ہزارہا (نفلی) روزے کے برابر (ثواب کے اعتبار سے) قرار دیتے تھے۔(طبرانی، بیہقی)

حج کرنے والا عرفہ کا روزہ نہ رکھے:

چونکہ حج کرنے والے کو کثرت سے مشقت برداشت کرنا ہوتی ہے اگر روزہ رکھے گا افعال حج میں نقص واقع ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے فقہا کرام نے حج کرنے والے کیلئے روزِ عرفہ روزہ رکھنا مکروہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ان احادیث مبارکہ سے عیاں ہے۔

☆......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حج کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عرفہ کے دن روزہ نہ رکھا میں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حج کو

گیا انہوں نے بھی یوم عرفہ کا روزہ نہ رکھا۔(جامع ترمذی رقم الحدیث 750 مطبوعہ الریاض)

☆......حضرت ام الفضل بنت حارث (رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چچی محترمہ) فرماتی ہیں کہ لوگوں کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روزہ کے بارہ میں یوم عرفہ کے دن شک گزرا کسی نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں، کسی نے اس بات کا انکار کیا۔ میں نے (اس بات کو واضح کرنے کے لئے) دودھ کا ایک پیالہ خدمتِ اقدس میں بھیجا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حال میں وہ دودھ نوشِ جان فرمالیا۔

(بخاری شریف رقم الحدیث 1857، مسلم شریف رقم الحدیث 2528)

☆......حضرت ام المؤمنین حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی یہی مروی ہے البتہ اس میں اتنا زائد ہے کہ ''فَشَرِبَ مِنْهُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ ''یعنی حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس انداز سے (اعلانیہ) دودھ نوشِ جان فرمایا کہ لوگ دیکھ رہے تھے۔(بخاری رقم الحدیث 1858، مسلم رقم الحدیث 2532)

شوال المکرّم کے روزے:

☆......حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو یوں ثواب ملے گا) گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث 2654، ترمذی رقم الحدیث 759)

عشرہ ذوالحج کے روزے:

☆......حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ کو (ذوالحج کے ابتدائی) ان دس دنوں سے زیادہ کسی اور دن کی عبادت پسند نہیں ہے۔ ان دس دنوں میں (سوائے عید کے) کسی ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اور ایک رات کی عبادت

لیلۃ القدر کے برابر ہے۔(ابن ماجہ رقم الحدیث1728، جامع ترمذی رقم الحدیث758)

نوٹ:

☆......خیال رہے کہ مسلم شریف۔ نیز ترمذی وابن ماجہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو کبھی بھی عشرہ ذوالحج میں روزہ رکھتے ہوئے نہ دیکھا۔(مسلم رقم الحدیث2685)

اس کے بارہ میں علماء فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ یہ روزے مستحب اور بڑے فضائل کے حامل ہیں۔ جیسا کہ دیگر کتب صحاح ستہ میں پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں خود صاحب صحیح مسلم نے یوم عرفہ یعنی 9 ذوالحج کے روزہ کی فضیلت میں احادیث مبارکہ نقل فرمائی ہیں۔(صحیح مسلم)

شعبان المعظم کے روزے:

☆......حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے (دوسری روایت میں کسی اور سے) فرمایا کہ کیا تم نے نصف شعبان میں روزہ رکھا ہے، عرض کیا کہ نہیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر تم عید الفطر کے بعد اس کے بدلہ میں دو (۲) روزے رکھنا۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث 2674-2675)

☆......حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ''جب شعبان کی درمیان والی شب'' (یعنی پندرویں شب) ہوتی ہے (الفاظ حدیث ہیں ''لَیۡلَۃِ النِّصۡفِ مِنۡ شَعۡبَانَ) تو اللہ تعالیٰ مخلوق کی طرف سے (اپنی شانِ رحمت ومغفرت کے ساتھ) متوجہ ہوتا ہے اور ساری مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ سوائے مشرک اور کنیہ رکھنے والے کے (یعنی ان کی مغفرت نہیں فرماتا)۔(ابن ماجہ رقم الحدیث 1390)

☆......حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم نے فرمایا جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو رات کو نماز پڑھو اور دن کو روزہ رکھو۔اس میں شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ اس شب آسمان دنیا کی طرف (اپنی شان رحمت کے ساتھ) نزولِ جلال فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) خبردار! ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کی مغفرت فرمادوں، خبردار! ہے کوئی رزق کا طالب کہ میں اسے رزق عطا فرمادوں، خبردار! ہے کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا کہ مجھ سے عافیت طلب کرے اور) میں اسے مصیبت سے نجات عطا فرمادوں۔خبردار! ہے کوئی ؟ خبردار ہے کوئی۔(یہ اعلان مسلسل ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔(رواہٗ ابن ماجہ رقم الحدیث 1388)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب (یعنی شعبان المعظم کی پندرویں شب) میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم کو (ان کے بستر مبارک پر) نہ پایا تو آپ کی تلاش میں نکلی دیکھا تو آپ جنت البقیع (مدینہ طیبہ کا قبرستان) میں تشریف فرما تھے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم نے فرمایا کیا تجھے اس بات کا خوف تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تیرے ساتھ ناانصافی کرے گا ؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم) میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمان دنیا کی طرف (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) نزول فرماتا ہے اور بنو قلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرمادیتا ہے۔اس بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حدیث مروی ہے۔

(ترمذی رقم الحدیث 739، ابن ماجہ رقم الحدیث 1389)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم) جب روزے رکھتے تو ہم خیال کرتے کہ اب چھوڑیں گے نہیں (یعنی مسلسل روزے رکھیں گے) اور جب نہ رکھتے تو ہم کہتے کہ آپ رکھیں گے نہیں۔میں نے رمضان المبارک کے سوا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآ لہٖ وسلم) کو کسی پورے

مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور یونہی میں نے شعبان المعظم سے زیادہ کسی مہینہ کے روزے رکھتے ہوئے نہ دیکھا۔ (بخاری رقم الحدیث 1837)

ایام بیض کے روزے:

☆......حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے مجھے فرمایا جب تو مہینہ میں تین روزے رکھے تو تیرہویں۔ چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے رکھا کر۔اس باب میں حضرات صحابہ کرام، ابوقتادہ ،عبداللہ بن عمرو، قرہ بن ایاس ،عبداللہ بن مسعود، ابوعقرب ، ابن عباس، عائشہ صدیقہ،قتادہ بن ملحان،عثمان بن العاص اور جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایات منقول ہیں۔(ترمذی رقم الحدیث 761)

☆......حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا جوشخص ہر مہینے تین روزے رکھے تو یہ عمر بھر کے روزے شمار ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے۔(یعنی ترجمہ آئیہ مبارکہ)''جوشخص ایک نیکی کرے اس کو نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا۔(اس طرح) ایک دن دس دنوں کے برابر ٹھہرا۔(گویا تین دن ثواب میں ایک مہینہ کے برابر ہوں گے۔

(ترمذی رقم الحدیث 762)(ابن ماجہ 1708)

☆......حضرت معاذہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا۔فرمایئے کیا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ہر مہینہ میں تین روزے رکھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں رکھا کرتے تھے، میں نے عرض کیا کہ مہینے کے کن دنوں میں روزے رکھتے تو فرمایا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کسی خاص دنوں یا تاریخوں کی پابندی نہ فرماتے تھے بلکہ مہینے کے جن دنوں میں چاہتے روزے رکھ لیتے۔

(سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2453،سنن ترمذی رقم الحدیث 763،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1709)

فائدہ: ۔محترم قارئین کرام آپ نے مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں مطالعہ کیا کہ کسی روایت میں تو ہر ماہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کا ذکر ہے اور کسی میں مطلقاً کوئی سے تین دن کا ذکر ہے۔مفسرین کرام نقل فرماتے ہیں کہ جب سیدنا آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو تمازتِ آفتاب کی وجہ سے آپ کا رنگ قدرے بدل گیا یعنی جو حسن جنت کا خاصہ تھا اس میں کمی آگئی تو آپ پریشان ہو گئے اور بارگاہِ رب العزت میں ملتجی ہوئے اس پر جبریل امین اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر آئے کہ آپ مہینہ کی روشن تاریخوں (جن میں چاند خوب روشن ہوتا ہے) یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھو چنانچہ جب آپ نے تیرہ تاریخ کو روزہ رکھا تو آپ کے جسمِ انور کا ایک تہائی حصہ پہلے کی طرح حسین وجمیل ہو گیا جب چودہ تاریخ کو روزہ رکھا تو دو تہائی اور جب پندرہ تاریخ کا روزہ رکھا تو پورا جسم انور پہلے کی طرح حسین وجمیل ہو گیا چنانچہ آپ نے ہر ماہ کی ان تواریخ کو روزے رکھے۔اب حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کی امت کو اس بات کی آزادی ہے چاہیں تو یہ نفلی روزے اپنے جدامجد آدم علیہ السلام کی سنت میں ان ہی مخصوص ایام میں رکھ لیں اور سنت کا اضافی ثواب حاصل کر لیں چاہیں تو ہر ماہ کے کسی بھی تین دن یہ نفلی روزے رکھ لیں۔

پیر اور جمعرات کا روزہ:

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت (بارگاہِ رب العزت میں) پیش ہو جبکہ میں روزے سے ہوں۔اسی حدیث کی مثل حضرت اسامہ بن زید اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔(سنن ترمذی رقم الحدیث 745-747)

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسولِ محتشم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتے تھے،

صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ان ایام میں کیوں روزے رکھتے ہیں تو فرمایا۔ان دونوں دنوں (پیر اور جمعرات) میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے۔لیکن وہ دو (مسلمان بھائی) کہ جولڑ کر جدا جدا ہو گئے ان کی مغفرت نہیں فرماتا بلکہ فرشتوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ ان کو اسی (گناہ کی) حالت پر چھوڑ دو۔(میں ان کے گناہ معاف نہیں کروں گا) جب تک یہ آپس میں صلح نہ کرلیں۔(ابن ماجہ رقم الحدیث 1740)

☆......حضرت ربیعہ ابن الفار فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے روزوں کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکھتے تھے۔ (ابن ماجہ رقم الحدیث 1740)

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے پیر کے دن کے روزے (کے سبب) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے فرمایا۔فِيْهِ وُلِدْتُّ وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ "اسی روز (یعنی پیر کے دن) میں پیدا ہوا اور اسی (پیر کے) دن مجھ پر وحی نازل ہوگی۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث 2643،2646)

فائدہ: ۔بعض شدت پسند لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اے عید میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) منانے والو بتاؤ کبھی رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے بھی اپنا یوم ولادت منایا ہے؟ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ نے عقل سلیم کی دولت سے نوازا ہو، اگر آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہ بندھی ہو تو سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ میرے آقا رسول عربی فداہٗ روحی وجسدی، امی وابی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم علی حبیبہٖ دائماً ابداً تو ہر ہر ہفتہ میں پیر کے دن کا روزہ رکھ کر اپنا یوم میلاد مناتے تھے اور فرماتے تھے کہ یوم ولدت فیہ اسی دن میں پیدا ہوا ہوں۔وَفِيْهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ ۔اسی دن مجھ پر قرآن کریم نازل ہوا۔تو جس طرح نزولِ قرآن کریم کا دن منانا سنت ہے اسی طرح میلاد النبی (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا یوم ولادت) منانا بھی سنتِ مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) ٹھہرا نیز یہ بھی

میلاد النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) سارا سال مناتے رہو۔ یہی سنت ہے۔ لیکن اس تقریب سعید میں خلاف شرع کوئی عمل نہ کروتا کہ یہ عظیم المرتبت تقریب اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کی رضا کی بجائے ابلیس لعین کی خوشنودی کا باعث نہ بن جائے۔

یوم الجمعہ کا روزہ:

صرف جمعۃ المبارک کا روزہ رکھنے سے حضور اکرم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے منع فرمایا ہے۔

☆......ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔ اس لئے تنہا اس دن کا روزہ نہ رکھو لیکن اس کے ساتھ جمعرات یا ہفتہ کا دن شامل کر لو تو حرج نہیں ہے جیسا کہ محدثین کرام نقل فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

☆......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ''تم میں سے کوئی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے ہاں البتہ اس صورت میں رکھ سکتا ہے کہ اس کے پہلے اور بعد کے دن کا روزہ بھی رکھے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت علی، حضرت جابر، حضرت جنادہ ازدی، حضرت جویریہ، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایات مذکور ہیں۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث 743) (صحیح بخاری رقم الحدیث 1854)

☆......حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جمعہ کے دن ان کے ہاں تشریف لائے میں روزے سے تھی۔ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، کیا تم نے کل روزہ رکھا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا کل کو روزہ رکھو گی، عرض کیا کہ نہیں تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا پھر تم روزہ افطار کر لو۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 1855)

ہمیشہ روزہ سے رہنا:

بحمد اللہ تعالیٰ اسلام دین فطرت ہے اس میں رہبانیت نہیں ہے اسی لئے رسول اللہ

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے غلاموں کو بلا ناغہ ہمیشہ روزے رکھنے سے منع فرمایا۔

☆...... حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے میرے بارہ میں حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ میں (عبداللہ بن عمرو) نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں (مسلسل) دن بھر روزہ رکھا کروں گا اور رات کو قیام کیا کروں گا۔ دریافت کرنے پر میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، واقعی میں نے ایسا کہا ہے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا ''تم سے ایسے نہ ہو سکے گا۔ اس لئے کبھی تم روزہ رکھا کرو اور کبھی ترک کر دیا کرو۔ رات کو (عبادت کیلئے) قیام بھی کیا کرو اور سویا بھی کرو۔ تم ہر مہینہ تین روزے رکھ لیا کرو چونکہ ہر نیکی کا ثواب دس گناہ ہے اس طرح یہ ہمیشہ کے روزوں کی طرح ہو جائیں گے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ میں اس سے زیادہ (روزے رکھنے) کی طاقت ہے تو فرمایا ایک دن روزہ رکھو اور دو دن چھوڑ دیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو فرمایا یوں کرو کہ ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن چھوڑ دیا کرو۔ یہ داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ اور یہ سب سے افضل ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ (روزے رکھنے) کی طاقت رکھتا ہوں تو نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اس سے زیادہ روزے رکھنے کی کوئی فضیلت نہیں ہے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 1844)

☆...... بخاری شریف ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ''تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔ (اس لئے سویا بھی کرو اور قیام بھی کرو) تم پر تمہارے جسم اور تمہارے اہل وعیال کا بھی حق ہے اس لئے ہمیشہ روزے سے نہ رہا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھو اور کبھی چھوڑ دیا کرو)۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 1845)

اعتکاف

اعتکاف کا لغوی معنیٰ تعظیم کی نیت سے کسی چیز کے پاس رکنا یا ٹھہرنا ہے جبکہ اس کا شرعی معنیٰ عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا ہے۔ (مفرداتِ امام راغب ص342 مطبوعہ مرتضوی ایران)

دراصل اعتکاف میں بندہ اپنے مولیٰ کے دروازے پر (یعنی مسجد میں کہ جو مولیٰ تعالیٰ جل شانہٗ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا مقام ہے) پر اپنا بستر بچھا کر اور دامنِ طلب پھیلا کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور سخیوں کے سخی، کریموں کے کریم خالقِ کائنات جلّ شانہٗ کی رحمتِ بے پایاں سے پر امید ہوتا ہے کہ اس کے دامنِ طلب کو گوہر مراد سے بھر دیا جائے گا۔ اور معتکف اگر گنہگار ہے تو گویا مجرم جرم کے بعد راہِ فرار اختیار نہیں کر رہا ہے بلکہ اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے اس کریم کے حضور اپنی جبین نیاز کو جھکائے حاضر ہے کہ جو اسے جنم دینے والی ماں سے بھی ہزار ہا درجہ زیادہ کرم فرمانے والا ہے۔ وہ گنہگار جانتا ہے کہ اس کی بھیگی پلکوں سے گرنے والا ایک آنسو بھی اگر بارگاہِ رب العزت میں شرفِ قبولیت سے نواز دیا گیا تو کل روزِ حشر اس کی خطاؤں کو معاف فرما کر اس کے سر پر عزت وعظمت کا تاج سجا دیا جائے گا۔

رب کائنات بے شمار رحمتیں نازل فرمائے میرے آقا رسولِ عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پر کہ امت مرحومہ پر کمال درجہ شفقت فرماتے ہوئے خود بھی اعتکاف فرمایا تا کہ معتکف کو اپنے آقا رسولِ ہاشمی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت پر عمل کرنے کا اضافی ثواب بھی مل جائے۔

☆......ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (ہر سال) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے رہے یہاں تک کہ رفیق اعلیٰ (یعنی اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ) سے جا ملے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواجِ مطہرات اعتکاف فرماتیں۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث 2680، صحیح بخاری رقم الحدیث 1890)

شبِ قدر کی تلاش:

اعتکاف کا ایک بڑا مقصد شبِ قدر کو پانا بھی ہے چونکہ اس ایک رات کی عبادت عنداللہ ایک ہزار مہینہ کی عبادت سے افضل ہے۔ لیلۃ القدر بکثرت احادیثِ مبارکہ کے مطابق رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی ہے۔ اس طرح معتکف کو لیلۃ القدر کی رات کی عبادت کا ثواب بھی میسر آ جاتا ہے۔ جیسا کہ ان احادیث مبارکہ سے عیاں ہے۔

☆ ...... حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ شبِ قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کیا کرو۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 1884، ترمذی رقم الحدیث 792 مطبوعہ الریاض)

☆ ...... حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا یہ یعنی لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہے تم اسے ''نو'' راتیں باقی رہنے پر یا ''سات'' راتیں باقی رہنے پر یا ''پانچ'' راتیں باقی رہنے پر تلاش کرو۔ (بخاری رقم الحدیث 1885)

☆ ...... حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمیں شبِ قدر کے متعلق بتانے کے لئے کاشانۂ مقدس سے باہر تشریف لائے تو ملاحظہ فرمایا کہ دو مسلمان آپس میں جھگڑ رہے ہیں، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ ''میں تمہیں شبِ قدر بتانے کیلئے آیا تھا مگر (تقدیرِ الٰہی سے) فلاں جھگڑ رہے تھے۔ (اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا کہ) اُس کا تعین اٹھا لیا گیا ہے، اور ممکن ہے کہ یہ تمہارے لئے بہتر ہو، اس لئے تم اب اسے (آخری عشرہ کی) نویں، ساتویں اور پانچویں راتوں میں تلاش کیا کرو۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث 1887)

☆ ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ نے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ رمضان المبارک کے درمیانی عشرہ میں (یعنی

گیارہ تاریخ سے اکیس تک) اعتکاف کیا کرتے جب بیسویں رات گذر جاتی اور اکیسویں آنے لگتی تو حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جاتے۔ایک ماہ رمضان ایسا آیا کہ آپ اس رات بھی رکے رہے کہ جس میں تشریف لے جایا کرتے تھے(یعنی اکیسویں شب) آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا۔ اس (درمیانی) عشرہ میں میں اعتکاف کیا کرتا تھا پھر مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ آخری عشرہ میں (بھی) اعتکاف کروں۔اس لئے جس کسی نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ اپنا اعتکاف ختم نہ کرے۔ بلکہ اسی طرح حالت اعتکاف میں رہے۔یادرکھو مجھے شب قدر دکھادی گئی تھی پھر میں اسے بھول گیا یا بھلا دیا گیا(یعنی اللہ کو یہ ہی منظور تھا) بہر حال تم اسے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو میں نے دیکھا کہ میں (شب قدر کو) پانی اور مٹی میں سجدہ کررہا ہوں۔ (یعنی وہی رات شب قدر ہوگی جس رات میں یہ عمل کروں) چنانچہ ہم بدستور اعتکاف میں رہے اس دن آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نظر نہ آتا تھا یکا یک ایک بدلی آئی اور برسنے لگی یہاں تک کہ مسجد کی چھت جو کھجور کی شاخوں کی تھی ٹپکنے لگی (اور مسجد میں کیچڑ سا ہوگیا) اُسی حالت میں نماز قائم کی گئی رسول محتشم رحمت عالم نماز ادا فرما چکے تو میں نے بچشم خود یہ منظر دیکھا کہ آپ کی روشن پیشانی پر مٹی اور پانی کا نشان تھا اور یہ رمضان المبارک کی اکیسویں شب تھی۔ (خلاصہ روایات صحیح بخاری رقم الحدیث 1880-1882-1891-1899)

بیس دن کا اعتکاف:

☆......حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رمضان المبارک کے آخری دس دنوں کا اعتکاف فرمایا کرتے۔ایک سال اعتکاف نہ فرمایا تو اگلے سال آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے بیس روز کا اعتکاف فرمایا:(سنن ابوداؤد رقم الحدیث 691،سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1836)

☆......حضرت ابوصالح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہر سال رمضان المبارک میں دس روز کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور جب وہ سال آیا کہ جس میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا وصال مقدس ہوا تو بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔

(بخاری رقم الحدیث 1907)(سنن ابوداؤد رقم الحدیث 2466، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1770-1769)

مسجد مین معتکف کیلیئے الگ جگہ کا تعین:

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسولِ محترم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اعتکاف فرماتے تو آپ کے لئے ستونِ توبہ کے نزدیک تخت بچھا کر اس پر بستر کر دیا جاتا۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1774)

☆......حضرت نافع، حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے۔ نافع فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مسجد کے اندر مجھے وہ جگہ دکھائی کہ جہاں حضور اکرم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ رقم الحدیث 1773، ابوداؤد رقم الحدیث 2465)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک ترکی خیمہ (یعنی ترکی کے علاقہ کے بنے ہوئے خیمہ) میں اعتکاف فرمایا۔ اس میں جو دروازہ رکھا گیا تھا اس پر چٹائی لٹکا کر اسے بند کر دیا گیا تھا ایک دن تاجدار عرب وعجم شفیع معظم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اس پردہ کو ایک طرف کر کے اپنا رخ زیبا باہر نکالا اور لوگوں سے گفتگو فرمائی۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث 1775)

ایک رات کا اعتکاف:

☆......حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں (یعنی زمانہ اسلام سے قبل) حرم

کعبہ میں ایک رات کے اعتکاف کی منت مانی تھی۔ انہوں نے نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اس بارہ میں سوال عرض کیا تو حضور اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اعتکاف کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری شریف رقم الحدیث 1895) (ابن ماجہ رقم الحدیث 1772)

☆......سنن ابی داؤد کی روایت میں مزید یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو ایک دن رات کے اعتکاف کے ساتھ روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث 2474)

معتکف کو بعض باتوں کی اجازت:

☆......حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر دوران اعتکاف کسی مریض کے پاس سے گزرتے تو بغیر ٹھہرے حسب معمول گزرتے جاتے اور چلتے چلتے مریض کا حال بھی پوچھ لیتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ دورانِ اعتکاف مریض کی بیمار پرسی فرمالیا کرتے تھے۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث 2472)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں معتکف ہوتے تو (بعض اوقات) اپنا سر مقدس حجرے کی کھڑکی سے میری طرف بڑھا دیتے اور میں (آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے حکم کے مطابق) سرِ انور کو دھو دیتی اور اس میں کنگھی بھی کر دیتی۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث 2469، ابن ماجہ رقم الحدیث 1778)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) مسجد میں اعتکاف کے دوران (بعض اوقات عند الضرورت) اپنا سر انور میری طرف فرما دیتے اور میں آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بالوں میں کنگھی کر دیتی۔ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) دوران اعتکاف بلاضرورت (کہ جس کے سوا چارہ نہ ہو مثلاً رفع حاجت وغیرہ) کے گھر میں نہ آتے۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 1894، سنن ابوداؤد رقم الحدیث 2467)

اعتکاف کا ثواب:

☆......حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اعتکاف گناہوں سے روک دیتا ہے اور معتکف کیلئے سب نیک اعمال پر عمل کرنے والوں کے برابر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔(ابن ماجہ رقم الحدیث 1781)

☆......حضرت سیدنا امام حسین بن علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا جس نے (اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے) رمضان المبارک کے دس دنوں کا اعتکاف کیا تو ایسا ہے کہ جس طرح اس نے دو حج اور دو عمرے کئے۔

(بیہقی، کنز العمال رقم الحدیث 24001, 24003)

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جس کسی نے ایمان اور یقین کے ساتھ اپنا احتساب کرتے ہوئے اعتکاف کیا اس کے سابقہ گناہ معاف فرما دیئے جاتے ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث 24002)

مسائل فقہیہ:

مسجد میں اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے اعتکاف کی نیت سے ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ اس کے لئے مسلمان، عاقل، جنابت اور حیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں ہے نابالغ بچہ اگر اچھی طرح تمیز رکھتا ہو تو اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہر سکتا ہے۔

(عالم گیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اعتکاف کیلئے جامع مسجد شرط نہیں بلکہ مسجدِ جماعت یعنی جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں درست ہے۔(کنز العمال رقم الحدیث 24004)

مسئلہ: سب سے افضل مسجد الحرام ہے پھر مسجد نبوی، پھر مسجد اقصیٰ پھر وہ مسجد کہ جس میں جماعت بڑی ہو اور امام زیادہ متقی ہو۔(عامہ کتب)

مسئلہ: فی زمانہ عورت کے لئے مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے اسے چاہیے کہ گھر میں ایک جگہ نماز کے لئے مخصوص کرے اور اسے مسجد کی

طرح پاک وصاف رکھے اسے اصطلاح میں مسجد بیت کہتے ہیں بلکہ اگر ممکن ہو تو گھر میں ایسی جگہ کا مستقل طور پر تعین کر لینا مستحب ہے۔(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اعتکاف تین قسم پر ہے۔نمبر 1۔واجب، نمبر 2 سنت موکدہ علی الالکفایہ، نمبر 3 نفل۔

(۱)......**اعتکاف واجب**: وہ کہ جس کی منت مان لی جائے۔

(۲)...... **سنت موکدہ علی الکفایہ**: رمضان المبارک کے آخری پورے عشرہ کا اعتکاف ہے۔اگر پوری بستی میں سے کسی نے نہ کیا تو سب گنہگار ٹھہرے اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب بری الذمہ ہوئے۔اس اعتکاف کیلئے رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروبِ آفتاب سے قبل اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ہونا ضروری ہے، اگر بیس تاریخ کی فجر کے بعد مسجد میں ٹھہر رہے تو بھی مستحب ہے کہ مختلف احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت ہے۔لیکن اگر اس دن نماز مغرب کے بعد نیت اعتکاف سے مسجد میں داخل ہوا تو یہ اعتکاف سنتِ موکدہ علی الکفایہ نہ ہوا۔ سنت موکدہ اعتکاف کیلئے انتیس رمضان المبارک کا چاند نظر آ جانے یا تیس رمضان المبارک کے غروب آفتاب کے بعد مسجد سے نکلے گا۔

(۳)...... **نفل**: اعتکاف ان دو کے سوا باقی سب اعتکاف نفل ہیں۔ (درمختار، عالم گیری)

مسئلہ: نفل اعتکاف کے لئے وقت اور روزہ کی کوئی شرط نہیں بلکہ جب بھی مسجد میں داخل ہوا اعتکاف کی نیت کر لے۔اس طرح جب تک مسجد میں خلافِ شریعت مطہرہ عمل نہ کرے گا یا وضو نہ ٹوٹے گا یا مسجد سے نہ نکلے گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو اتنی دیر تک دیگر عبادات کے علاوہ اعتکاف کا اضافی ثواب بھی ملتا رہے گا۔(عامہ کتب)

مسئلہ: اعتکاف سنت موکدہ اور اعتکاف واجب میں روزہ رکھنا شرط ہے۔اگر کسی نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو یہ اعتکاف نفل ہوا۔اعتکاف واجب یا سنت موکدہ نہ ہوا۔اگر چہ اس نے منت مانتے ہوئے روزہ نہ رکھنے کا کہا تھا مگر پھر بھی روزہ رکھنا واجب ہے (درمختار) جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت سیدنا فاروق اعظم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تھا۔ (الحدیث) اعتکاف واجب یا سنت

موکدہ میں معتکف کو بلا عذر مسجد سے نکلنا حرام ہے اور اگر نکلا خواہ بھول کر ہی نکلا اعتکاف جاتا رہا۔اسی طرح عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف کیا بلا عذر وہاں سے نکلی اگر چہ گھر کے اندر ہی رہی۔اعتکاف جاتا رہا۔(عالم گیری،درمختار)

مسئلہ: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

حاجتِ طبعی:

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے۔ جیسے کہ پیشاب، پاخانہ، استنجا، وضو اور غسل کہ اگر واجب ہو تو۔خیال رہے کہ مسنون غسل جس طرح کہ جمعۃ المبارک کے دن یا مباح مثلاً گرمی کی وجہ سے غسل کی اجازت نہیں ہے اگر ایسا غسل کرے گا تو اعتکاف ختم ہو جائے گا۔ (شرح صحیح مسلم از سعیدی، درمختار)

حاجت شرعی:

مسجد سے نکلنے کا دوسرا سبب حاجت شرعی ہے۔مثلاً اس مسجد میں جمعہ منعقد نہ ہوتا ہو تو نمازِ جمعہ ادا کرنے کیلئے جانا جائز ہے۔مگر نماز کی ادائیگی تک وہاں کے جمعہ کے بعد والی سنتیں پڑھ کر فوراً چلا آئے،اسی طرح وقتِ جمعہ شروع ہونے سے پہلے وہاں نہ جائے۔اگر جمعہ کے بعد تادیر وہاں رکا رہا تو یہ عمل عندالفقہاء مکروہ عمل ہے۔(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ: اذان دینے کے لئے منارۂ مسجد پر جا سکتا ہے۔اگر منارہ کی سیڑھیوں کا دروازہ مسجد کے اندر ہے تو بغیر اذان کے بھی منارہ پہ جا سکتا ہے۔(درمختار، ردالمحتار)

نوٹ: فی زمانہ مینارۂ مسجد پر چڑھ کر اذان دینے کی حاجت نہیں ہے۔یہ اس زمانہ میں تھا کہ جب ابھی لاؤڈ سپیکر ایجاد نہ ہوا تھا چونکہ اس کا مقصد دور دور تک آوازِ اذان کو پہنچانا ہوتا تھا۔اب یہی مقصد لاؤڈ سپیکر سے پورا ہو رہا ہے۔یہاں اس مسئلہ کو درج کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسجد کی دوسری، تیسری منزلوں وغیرہ پر معتکف کو جانا بلا کراہت جائز ہے۔بشرطیکہ اوپر جانے کا دروازہ مسجد کے اندر ہو لیکن اگر دروازہ مسجد کے اندر نہیں ہے تو مسجد سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔

عموماً مسجد کے دو حصے ہوتے ہیں۔ نمبر 1 عین مسجد، نمبر 2 فنائے مسجد۔

عین مسجد وہ کہ جس جگہ نماز ادا کی جاتی ہے۔ حالت ناپاکی میں جس جگہ جانا جائز نہیں ہے، جس جگہ جوتے اتار کر جایا جاتا ہے۔ جبکہ

فنائے مسجد سے مراد وہ جگہ ہے کہ جہاں طہارت خانے اور وضو خانے بنے ہوتے ہیں۔ فنائے مسجد میں ناپاکی کی حالت میں آنا جائز ہے۔ لیکن عین مسجد میں یہ سب کچھ ناجائز اور حرام ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ معتکف کو بلا عذر طبعی یا شرعی فنائے مسجد میں آنے کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ اسے عین مسجد کے اندر رہنے کا حکم ہے۔ (عالم گیری)

نوٹ: بعض معتکف حضرات وضو کرنے کی جگہ ضرورت سے زیادہ دیر بیٹھے رہتے ہیں مثلاً صابن وغیرہ سے ہاتھ مونہہ دھوتے ہیں یا دیر تک مسواک وغیرہ کرتے رہتے ہیں۔ ان حضرات کو اس حدیث مبارک سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود مسجد میں تشریف رکھتے محض سر انور ہی حضرت ام المؤمنین کی طرف بڑھاتے تاکہ وہ مبارک وعنبرین زلفوں کو دھو کر ان میں کنگی کر دیں۔ اگر یوں مسجد سے نکلنا جائز ہوتا تو رسولِ محتشم رحمت عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) خود بنفس نفیس وضو کرنے کی جگہ تشریف فرما ہو کر سر انور دھو لیتے۔ اسی لئے علماء کرام فرماتے ہیں کہ کھانا کھانے سے قبل یا بعد جو ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ ممکن ہو تو ان کیلئے بھی مسجد سے باہر نہ نکلے بلکہ مسجد کے اندر رہتے ہوئے کسی برتن میں ہاتھ دھوئے مگر شدید احتیاط کرے کہ مستعمل پانی کا کوئی چھینٹا مسجد میں نہ گرنے پائے ورنہ مسجد کا تقدس مجروح ہوگا۔

مسئلہ: معتکف کو مجبور ہو کر مسجد سے نکلنا پڑا مثلاً کسی نے اس کو ظلماً وہاں سے نکال دیا یا وہاں کوئی موذی جانور آ گیا یا خدانخواستہ مسجد شہید ہوگئی۔ یا مسجد میں شدید بارش کی وجہ سے پانی بھر گیا تو فوراً دوسری مسجد میں چلا جائے بفضلہٖ تعالیٰ اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (عالم گیری)

مسئلہ: معتکف کو مریض کی عیادت یا نمازِ جنازہ کے لئے مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ اعتکاف منت کا تھا اور اس نے منت مانتے وقت مریض کی عیادت اور نمازِ جنازہ میں شرکت کی شرط رکھی تھی اور عوام الناس کو اس شرط کا علم تھا تو پھر ان امور

کے لئے جانا جائز ہے۔(عالم گیری ردالمحتار)

مسئلہ: معتکف رفع حاجت کیلئے مسجد سے نکلا اور مریض کی عیادت میں مشغول ہو گیا۔ یا کسی قرض خواہ نے اسے روک لیا تو اعتکاف فاسد ہو گیا۔ لیکن زیادہ دیر کے بغیر محض راہ چلتے چلتے مریض کی عیادت کرنا جائز ہے۔(عالم گیری)

مسئلہ: معتکف کو عورت کا بوسہ لینا، چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ حد سے بڑھے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔(عالم گیری)

مسئلہ: معتکف خدانخواستہ بے ہوش ہو جائے یا اسے جنون ہو جائے تو اگر بے ہوش یا جنون اتنا طویل ہو کہ روزہ نہ ہو سکے گا تو اعتکاف جاتا رہا اور اس کی قضا واجب ہو گی۔(عالم گیری)

مسئلہ: معتکف مسجد کے اندر ہی کھائے پیئے اور سوئے۔ اگر ان امور کے لئے وہ مسجد سے نکلا تو اعتکاف جاتا رہا۔(درمختار) معلوم ہوا کہ جو معتکف سگریٹ وغیرہ پینے کے لئے فنائے مسجد یا مسجد کے باہر جاتے ہیں درست نہیں ہے۔ جبکہ سگریٹ مسجد کے اندر پینا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: مسجد کو آلودہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے معتکف کو چاہیے کہ اپنے لئے بستر بچھائے تاکہ اس کے جسم کی میل کچیل یا نیند کی مختلف حالتوں کی صورت میں مسجد کی چٹائی آلودہ نہ ہو۔ اسی طرح کھانا کھانے کے لئے دسترخوان استعمال کرے تاکہ کھانے کے ریزے یا پانی کے قطرے مسجد میں نہ گریں۔

مسئلہ: معتکف کے سوا کسی شخص کو مسجد میں سونے یا کھانے پینے کی اجازت نہیں۔ لیکن جو اعتکاف کی نیت کرے خواہ نفلی اعتکاف کی نیت کرے اس کے لئے جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ صرف ان ہی امور کے لئے مسجد میں نہ جائے بلکہ مسجد میں داخلہ عبادت کی نیت سے ہو اور عملی طور پر عبادت کرے بھی۔(ردالمحتار)

مسئلہ: معتکف کو اپنی یا بیوی بچوں کی ضرورت کے لئے کسی چیز کی خرید و فروخت

کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ مسجد کا تقدس مجروح نہ ہو۔ لیکن تجارت کی نیت سے خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اگر چہ خریدی یا بیچی جانے والی شے مسجد میں نہ لائے۔ کسی صورت جائز نہیں۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: معتکف کا عبادت کی نیت سے چپ رہنا درست نہیں۔ لیکن اگر دنیاوی باتوں سے بچنے کے لئے چپ رہے تو بہت اعلیٰ بات ہے کیونکہ دنیاوی گفتگو مسجد میں کرنا نیکیوں کی بربادی کا باعث ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: معتکف کے لئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔ احادیثِ مبارکہ کی قرأت، درود شریف پڑھنا، علمِ دین کا درس وتدریس لوگوں کو وعظ ونصیحت کہنا سب کچھ جائز اور بہت اعلیٰ اعمال ہیں۔ (درمختار)

مسئلہ: اعتکاف نفل چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں ہے۔ جہاں چھوڑا وہیں ختم ہو گیا لیکن اعتکافِ سنت موکدہ جو کہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا ہے اگر توڑا تو قضا کرے۔ اس میں پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں ہے بلکہ جس دن اعتکاف ٹوٹا صرف اسی دن کی قضا کافی ہے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اگر منت کا اعتکاف توڑا تو اس کی بھی قضا ہے۔ منت کی دو صورتیں ہیں مثلاً کسی نے منت مانی کہ میں دس دن کا اعتکاف کروں گا۔ اگر درمیان میں کسی دن اعتکاف ٹوٹا تو اسی دن کی قضا کرے لیکن اگر منت اس طرح مانی کہ میں بغیر ناغے کے مسلسل دس دن اعتکاف کروں گا پھر یہ اعتکاف کسی وجہ سے ٹوٹ گیا تو نئے سرے سے دس دن کا اعتکاف کرے۔ (ردالمحتار)

مسئلہ: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے ہی نہیں بلکہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ٹوٹ گیا تب بھی قضا کرے۔ (ردالمحتار)

☆☆☆☆☆

عیدین

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ذی شان ہے: وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰى كُم۔ اور (جب) تم روزوں کی گنتی پوری کر چکو تو اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو جس طرح کہ تم کو اس نے (بڑائی بیان کرنے کی) ہدایت فرمائی ہے۔

(سورۃ البقر۔185)

نیز ارشاد فرمایا ہے۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، پھر اپنے رب کی رضا کے لئے نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے۔'' (سورۃ الکوثر)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب تاجدار عرب وعجم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کے مناتے تھے (یعنی مہرگان، دیروز وغیرہ) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا یہ دن کیا ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم زمانۂ جاہلیت سے ان دو ایام میں خوشی منایا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بدلہ میں دو بہترین دن عطا فرمائے ہیں۔ یعنی عید الاضحیٰ کا دن اور عید الفطر کا دن۔ (ابوداؤد رقم الحدیث 1134۔ مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

فائدہ: ۔اسلام دین فطرت ہے اس نے اپنے ماننے والوں پر کوئی بھی خلافِ فطرت پابندی عائد نہ فرمائی اس نے اگر کسی بات سے روکا ہے تو ایسی بات سے روکا ہے جو دنیا و آخرت کو برباد کر دینے والی بات ہے اور اگر کسی کام کا حکم دیا ہے تو وہ کام دنیا و آخرت کی عزت وعظمت کا حامل ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اس دینِ متین کا مقابلہ ادیانِ عالم میں سے کسی دین سے ممکن ہی نہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ نے پڑھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو خوشی منانے یا کھیل کود سے مطلقاً منع نہیں فرمایا بلکہ احساس دلایا کہ تم ایک بہترین اُمت ہو تمہارا ہر انداز بہترین ہونا چاہیے، تمہارا لچر اور بے ہودہ قسم کے لوگوں سے کوئی سروکار نہیں۔ تمہارا ہر قول وفعل

عظمتِ انسانی کا جیتا جاگتا شاہکار ہونا چاہیے۔ مثلاً غیر مسلم اگر کسی میلے ٹھیلے کا دن مناتے ہیں تو وہ اس دن صاف ستھرا لباس پہن کر کسی میدان میں نکلتے ہیں وہاں اچھل کود، بے ہنگم شور، فحش حرکات، ناچ گانے اور شراب و کباب کی محفلیں سجتی ہیں اور جب وہ اس جشن کے ختم ہونے پر گھروں کو واپس لوٹتے ہیں تو روحانی اور جسمانی گندگی میں لتھڑ چکے ہوتے ہیں، قویٰ مضمحل، جسم تھکے ماندے، حالت غیر اور چہروں سے تھکن کے ساتھ ساتھ نحوست بھی ٹپک رہی ہوتی ہے۔ ایسے جشنوں میں غریبوں کی عزت اور امیروں کی دولت لٹتی ہے، اس کے برعکس اسلامی جشن عید کی عظمت ملاحظہ فرمائیے۔

اس میں اچھا دھلا ہوا یا نیا لباس پہنا، غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سب کچھ مسنون ہے گویا صاف ستھرے بھی بنو اور سنت پر عمل کا ثواب بھی کماؤ یعنی ہم خرما و ہم ثواب۔ دوسری قوموں کے جشن میں لوگ گلی کوچہ و بازار میں بے ہنگم شور، بدتمیزی برپا کئے ہوتے ہیں۔ اسلامی جشن عید میں حکم ہے کہ تم پورے راستے تکبیر و تحمید و تہلیل کے نغمے الاپتے ہوئے جاؤ۔ مگر خیال رکھو کہ وہ جشن بھی کیا جشن ہے کہ تمہارا پیٹ تو بھرا ہو مگر غریب ہمسایہ بھوکا ہو۔ یہ درست نہیں، تم سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہو، غریبوں کو بھی اپنی خوشی میں شامل کرو۔ عید الفطر کو غریبوں میں فطرانہ تقسیم کرو۔ عید الاضحیٰ میں قربانی کا گوشت بانٹو۔ پھر دوسرے لوگ جشن منا کر شیطان کو راضی کرتے ہیں۔ تم اپنے خالق و مالک کو راضی کرو تم میدان میں نکل کر دو رکعت نماز عید ادا کرلو ایک دوسرے کو مبارکباد دو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو ساتھ ساتھ مناسب طریقہ سے خوشی کا اظہار بھی کرو۔ پھر جب تم یہ جشن عید منا کر گھروں کو واپس لوٹو گے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور مغفرت کا انعام لے کر لوٹو گے۔ سبحان اللہ تعالیٰ کتنا اعلیٰ جشن ہے۔ ان سطور میں بیان کردہ حقائق کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''جب لیلۃ القدر ہوتی ہے تو حضرت جبریل امین علیہ السلام ملائکہ کے جھرمٹ میں زمین پر تشریف لاتے ہیں۔ اور یہ سب ان بندگانِ خدا تعالیٰ کے حق میں

دعائے رحمت کرتے ہیں جو بندے کھڑے یا بیٹھے اپنے خالق و مالک کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں اور جب ان اہل ایمان کی عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں اظہار فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی کیا اجرت ہونی چاہیے جو کہ اپنی ڈیوٹی صحیح طریقہ سے پوری کر چکا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اُس کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی مزدوری اسے پوری پوری دے دی جائے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور کنیزوں نے (یعنی ایمان والے خواتین و حضرات نے) اس فرض (یعنی روزے رکھنے کا فرض) کو ادا کیا ہے کہ جو میں نے ان پر عائد فرمایا تھا۔ وہ (آج یوم عید الفطر) اپنے گھروں سے مجھے پکارتے ہوئے میرے حضور دعا کرنے کے لئے (عید گاہ کی طرف) نکلے ہیں تو سنو مجھ کو قسم ہے میری عزت و عظمت اور بلند مقامی کی اور مجھ کو قسم ہے میری شانِ جود وسخا کی اور مجھ کو قسم ہے میرے علوِ مقام کی، اب میں ان کی دعا کو ضرور قبول کروں گا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ جلّ شانہٗ (ان ایمان والوں سے مخاطب ہو کر) فرماتا ہے۔ جاؤ بے شک میں نے تم سب کو بخش دیا ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا پھر ایمان والے اس طرح اپنے گھروں کی طرف واپس لوٹتے ہیں کہ اُن کے گناہ معاف ہو چکے ہوئے ہیں۔

(بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ رقم الحدیث 1993)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کسی شخص نے عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی رات ثواب سمجھتے ہوئے عبادت کے لئے قیام کیا تو اس کا دل اس دن (یعنی روز قیامت) مردہ نہیں ہوگا۔ جس دن (عام لوگوں کے) دل مردہ ہوں گے۔ (ابن ماجہ)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عید کے دن میرے ہاں انصار کی دو بچیاں جنگ بعاث میں انصار کی ان بہادری کے ترانے جو انہوں نے جنگ میں دکھائی تھی گا رہی تھیں، یہ عادتاً گانے والی بچیاں نہیں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو (ان بچیوں کو منع کئے بغیر) چار پائی پر لیٹ گئے اور رخ زیبا دوسری طرف فرما لیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھر اور ان کی موجودگی میں یہ شیطانی باجے (یعنی گانے کی آوازیں کیوں) اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ اے ابوبکر ان کو کچھ نہ کہو، ہر قوم کی عید (یعنی خوشی کا دن) ہوتی ہے، ہماری عید یہ ہے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث 900،902 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر کے دن اس وقت عید گاہ کو تشریف نہ لے جاتے جب تک کہ چند کھجوریں تناول نہ فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم طاق (یعنی ایک تین، پانچ یا سات) کھجوریں تناول فرماتے۔ (بخاری، رقم الحدیث 903 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز ادا فرمانے کے بعد خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری رقم الحدیث 907 مطبوعہ لاہور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز عید پڑھی ہے، یہ سب حضرات خطبہ سے قبل نماز پڑھا کرتے تھے۔

(بخاری شریف رقم الحدیث 909 مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا عیدین کی نماز حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں ادا کی نماز عید میں نہ اذان دی گئی اور نہ ہی اقامت کہی گئی۔ اس باب میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔

(جامع ترمذی رقم الحدیث 532 مطبوعہ مکتبۃ المعارف۔ الریاض)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدالفطر کے دن (عیدگاہ) میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز عید ادا فرمائی، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نہ تو عید سے قبل نماز (یعنی نماز نفل) پڑھی اور نہ ہی نماز عید کے بعد، اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایات منقول ہیں۔ (ترمذی رقم الحدیث 537 مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کی طرف ایک راستے سے تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔ (ترمذی رقم الحدیث 541 مطبوعہ مکتبۃ المعارف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ عیدالاضحیٰ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا آج کے دن ہم جو کام پہلے کریں گے وہ یہ ہے کہ ہم نماز عید پڑھیں گے اس کے بعد واپس جا کر قربانی کریں گے جس نے اس طرح کیا اس نے ہمارے طریقے کو پالیا۔ اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر لی تو وہ صرف گوشت ہے جو اس نے جلدی میں اپنے اہل وعیال کے لئے ذبح کر لیا ہے، اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں ہے (حضرت براء فرماتے ہیں کہ) یہ سن کر میرے ماموں حضرت ابو ہریرہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نے نماز پڑھنے سے قبل قربانی کر لی ہے میرے پاس جذعہ (ایک سال کا بچہ) ہے جو مسنّہ (دو سالہ بچے) سے بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اسے ذبح کر لو (میں تمہارے لئے جائز قرار دیتا ہوں) مگر تمہارے بعد کسی کے لئے بھی جذعہ کی قربانی درست نہیں ہوگی۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث، 905,912,915,923,929)

عیدین کے مسائل فقہیہ:

عیدین (یعنی دونوں عیدوں) کی نماز ہر اس شخص پر واجب ہے کہ جس پر نماز

جمعہ فرض ہے۔نماز عید کی ادائیگی کی بھی وہی شرائط ہیں جو کہ نماز جمعہ کی۔ البتہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے جبکہ عیدین میں سنت ہے۔یعنی اگر خطیب نے جمعہ کا خطبہ نہ پڑھا تو نماز جمعہ نہ ہوئی لیکن اگر عید کا خطبہ نہ پڑھا تو عید ہوگئی مگر سنت نبوی چھوڑ کر بہت برا عمل کیا۔ علاوہ ازیں جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے قبل ہے جبکہ نماز عید کا بعد میں ۔لیکن اگر کسی نے نماز عید سے قبل خطبہ پڑھ دیا تو اس نے اپنے آ قا علیہ الصلوۃ والسلام کی سنت کی مخالفت کی اور برا کیا۔عید کی نماز کے لئے نہ اذان ہے نہ اقامت۔(عالم گیری، درمختار)

خیال رہے: عیدگاہ میں منبر بچھوانے اور نماز سے پہلے خطبہ دینے کی خلاف سنت یعنی (بدعت) کی ابتداء مروان نے کی۔(ملاحظہ بخاری شریف رقم الحدیث 906) اور یہ بھی یاد رہے کہ بدعت سیئہ کی یہی تعریف ہے کہ سنت کو ختم کر کے اس کی جگہ نیا طریقہ جاری کر دیا جائے جس سے سنت ختم ہو جائے۔

مستحباتِ عیدین:

(1) حجامت بنوانا (2) ناخن ترشوانا (3) غسل کرنا (4) مسواک کرنا۔ یاد رہے کہ (مطلقا نماز کیلئے مسواک کرنا سنت موکدہ ہے) (5) صاف ستھرے (خواہ نئے ہوں یا دھلے ہوئے) کپڑے پہننا (6) انگوٹھی پہننا (7) خوشبو لگانا (8) صبح کی نماز محلّہ کی مسجد میں با جماعت ادا کرنا (9) عیدگاہ کو جلد اور پیدل جانا (10) نماز عیدالفطر سے قبل صدقہ فطر ادا کرنا (11) دوسرے راستے سے واپس آنا (12) نماز عیدالفطر سے قبل طاق کھوریں کھانا (کھجوریں نہ ہوں تو کوئی بھی میٹھی شے کھانا) نماز عیدالاضحیٰ سے قبل کچھ نہ کھانا۔ یہ سب کے سب امور عید کے دن خصوصی طور پر مستحب ہیں۔(کتب کثیرہ)

مسئلہ: نماز ادا کرنے کے لئے عیدگاہ کی طرف جانا سنت ہے اگر چہ مسجد میں گنجائش موجود ہو۔(ردالمحتار)

مسئلہ: نماز عید سے قبل نماز نفل ادا کرنا مطلقاً مکروہ ہے عیدگاہ میں ہو مسجد میں ہو یا گھر ہر جگہ مکروہ ہے لیکن نماز عید ہو جانے کے بعد گھر میں نوافل ادا کرنا جائز بلکہ بہت

بڑے ثواب کا باعث ہے لیکن عیدگاہ میں بعد از نماز عید بھی نفل نہ پڑھے۔(درمختار)

مسئلہ: نماز عید کا وقت سورج کے پوری طرح چمک اٹھنے (کہ اس پر نظر نہ ٹھہر سکے) سے لیکر نصف النہار شرعی (جسے عرف عام میں وقت زوال کہتے ہیں) تک ہے۔ مگر عید الفطر میں کچھ دیر کرنا اور عید الاضحیٰ میں ذرا جلدی کرنا مستحب ہے۔

طریقہ نماز عید

نیت کرنا:

خیال رہے کہ نیت کا تعلق قلب و ذہن کے ساتھ ہے ذہن میں جو پختہ ارادہ ہوگا وہی نیت ہے۔ لیکن الفاظ نیت زبان سے ادا کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ: دو رکعت نماز عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے اس کے بعد کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا کھلے چھوڑ دے۔ اسی طرح دو بار تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے اور پھر کھلے چھوڑ دے۔ یوں ہی تیسری مرتبہ کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائے پھر باندھ لے۔ اس عمل کو آسانی کے ساتھ یوں یاد رکھیئے کہ پہلی تکبیر تحریمہ کہ جس کے ساتھ نماز شروع کی تھی وہاں ہاتھ باندھ لے پھر دو مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کھلے چھوڑے جبکہ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لے پھر امام، اعوذ باللہ آخر تک اور بسم اللہ آخر تک آہستہ پڑھ کر بلند آواز سے قرأت کرے گا۔ یعنی سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی دوسری سورۃ مبارکہ یا تین آیات مبارکہ یا اس کی مقدار میں قرآن کریم کی تلاوت کرے گا۔ پھر رکوع و سجود کے ساتھ پہلی رکعت مکمل کرے۔ اور دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے۔ دوسری رکعت میں پہلے قرأت کرے یعنی سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ تلاوت کرے پھر تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہوا تکبیر کہے اور ہر مرتبہ ہاتھ کھلے چھوڑتا رہے۔ پھر چوتھی مرتبہ رکوع کرنے کی نیت سے تکبیر کہتا ہوا ہاتھ اٹھائے بغیر

رکوع میں چلا جائے۔اس طرح نماز عید میں عام نماز کے مقابلہ میں چھ تکبیرات زائد ہوئیں، یعنی تین تکبیرات پہلی رکعت میں قرأت قرآن کریم سے پہلے اور تین تکبیرات دوسری رکعت میں قرأت قرآن کریم کے بعد اور رکوع سے پہلے۔

مسئلہ: عیدین (یعنی دونوں عیدوں کی ان چھ زائد تکبیرات میں ہر مرتبہ ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیر کے درمیان تین مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) کہنے کی مقدار میں وقفہ کرنا مستحب ہے۔اور یہ بھی مستحب ہے کہ عیدین کی پہلی رکعت میں سورۃ جمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ منافقون پڑھے یا پہلی رکعت میں سورۃ سبح اسم ربك اور دوسری رکعت میں هل اتلك حديث الفاحشة پڑھے۔

مسئلہ: نماز عید میں کم از کم چھ تکبیرات زائد ہیں اگر امام نے چھ تکبیرات سے زیادہ تکبیرات کہیں تو مقتدی امام کی پیروی کرے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔یعنی چھ سے زائد تکبیرات کہنا جائز اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔مگر تیرہ سے زائد نہ کرے کہ خلاف سنت مطہرہ ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مقتدی پہلی رکعت میں امام کے زائد تکبیرات کہنے کے بعد شامل ہوا ہو تو تین مرتبہ تکبیر کہہ لے اگر چہ امام قرأت شروع کر چکا ہو۔لیکن اگر مقتدی نے امام کو رکوع میں پایا اور اسے یقین ہے کہ میں کھڑے کھڑے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہوں تو کھڑے کھڑے تین مرتبہ تکبیر کہے ورنہ رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع کے دوران ہی بغیر ہاتھ اٹھائے تین مرتبہ تکبیر یعنی اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ لے۔لیکن اگر امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد شامل ہوا ہے تو اب تکبیرات نہ کہے بلکہ جب اپنی یہ رہ گئی رکعت ادا کرے گا تب تکبیرات کہے گا۔اور یہی صورت دوسری رکعت کی ہے۔(عالمگیری)

مسئلہ: اگر امام تکبیر زائد کہنا بھول گیا اور پہلی رکعت کی قرأت شروع کر لی ہے تو اب قرأت چھوڑ کر تکبیرات نہ کہے بلکہ قرأت مکمل کرنے کے بعد تکبیرات کہہ لے اس صورت میں قرأت کو دہرانے یا آخر میں سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔(عالم گیری)

مسئلہ: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے جو چیزیں خطبہ جمعہ میں سنت ہیں اس میں بھی وہی مسنون ہیں سوائے دو باتوں کے ایک یہ کہ جمعہ کے خطبہ میں خطیب کا خطبہ سے قبل منبر وغیرہ پر بیٹھنا سنت ہے جبکہ عیدین میں یہ مسنون نہیں ہے دوسرے یہ کہ عیدین میں پہلے خطبہ سے پہلے نو (9) مرتبہ اور دوسرے خطبہ سے پہلے سات (7) مرتبہ اور دونوں خطبوں کے بعد چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہنا سنت ہے جبکہ جمعہ کے خطبہ میں یہ مسنون نہیں ہے۔

(عالمگیری، درمختار وغیرہ)

مسئلہ: مقتدیوں پر لازم ہے کہ نہایت احترام کے ساتھ خطبہ سماعت کریں۔

عیدالاضحیٰ کے مسائل:

وہی ہے جو کہ عیدالفطر کا صرف چند باتوں میں فرق ہے مثلاً نماز عیدالفطر سے قبل کچھ (مثلاً کھجوریں وغیرہ) کھانا سنت ہے جبکہ نماز عیدالاضحیٰ کے بعد کھانا سنت ہے۔ اگرچہ قربانی کا ارادہ نہ بھی ہو لیکن اگر کسی نے اس کے برعکس کیا تو سنت پر عمل کا ثواب نہ ہوگا۔ البتہ یہ عمل حرام نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاند رات سے لے کر دسویں ذوالحج تک نہ تو ناخن کٹوائے اور نہ ہی بال (درمختار) لیکن اگر کسی نے اس کے خلاف عمل کیا تو اس کی قربانی ہو جائے گی البتہ اسے حجامت نہ بنوانے کی سنت پر عمل کا ثواب نہ ہوگا۔

تکبیرات تشریق:

نویں ذوالحج کی فجر سے لے کر تیرھویں کی عصر تک ہر نماز فرض کے بعد جو بھی با جماعت ادا کی جائے کم از کم ایک مرتبہ بلند آواز کے ساتھ تکبیر تشریق کا کہنا واجب ہے۔ اور تین مرتبہ تکبیرات تشریق کا کہنا مستحب ہے کلمات تکبیر تشریق یہ ہیں۔

اَللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔ (کتب کثیرہ)

مسئلہ: تکبیر تشریق کا سلام کے فوراً بعد کہنا واجب ہے نماز کے سلام اور تکبیر کے

درمیان کوئی ایسا فعل نہ کرے جو کہ نماز میں کرنا جائز نہیں ہے۔(درمختار)

مسئلہ: نماز نفل کے بعد یا عورت پر خواہ وہ فرض ہی کیوں نہ پڑھے اور با جماعت پڑھے پھر بھی تکبیر تشریق واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: سنت، اور نماز وتر کے بعد بھی تکبیر تشریق واجب نہیں ہے۔

نماز جمعہ کے بعد تکبیر کہنا واجب ہے۔تنہا نماز فرض پڑھنے والے کے لئے اختلاف ہے اس لئے بہتر ہے کہ وہ بھی تکبیرات تشریق کہہ لے۔(عام کتب)

مسائل فقهيه

صدقہ فطر: ☆......حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کا روزہ زمین وآسمان کے درمیان معلق رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ فطر ادا کرے۔(دیلمی، ابن عساکر)

مسئلہ: صدقہ فطر واجب ہے اور عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے اگر چہ اس کا نماز عید ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔(درمختار)

مسئلہ: صدقہ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں اس لئے اگر کوئی شخص عید الفطر کے روز صبح صادق سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کے مال سے صدقہ فطر ادا نہیں کیا جائے گا ہاں البتہ اس کے ورثا اپنی طرف سے ادا کرنا چاہیں تو منع نہیں کیا جائے گا۔(جوہرہ)

مسئلہ: صدقہ فطر عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے اس لئے اگر کوئی بچہ طلوع فجر سے پہلے پیدا ہو یا کوئی کافر مسلمان ہوا یا فقیر غنی ہوا تو صدقہ فطر واجب ہوگا۔(عالم گیری)

مسئلہ: صدقہ فطر ہر مسلمان صاحب نصاب پر واجب ہے۔اگر چہ مال پر سال نہ بھی گزرا ہو اس کے برعکس زکوٰۃ میں نصاب کے مال پر سال گزرنا بھی شرط ہے۔(درمختار)

صدقہ فطر ادا کرنے کیلئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں ہے (خدانخواستہ) مال کے ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ فطر بدستور واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا۔جبکہ زکوٰۃ اور عشر کہ یہ دونوں مال کے ہلاک ہونے پر ساقط ہو جاتے ہیں۔(درمختار)

مسئلہ: مرد صاحب نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ جبکہ بالغ اور صاحب نصاب اولاد کی طرف سے والد پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ سوائے مجنوں کے کہ وہ بالغ ہو تب بھی اگر صاحب نصاب نہیں تو والد پر صدقہ فطر واجب ہوگا۔ (درمختار۔ ردالمختار)

مسئلہ: صدقہ فطر کے وجوب کے لئے روزہ رکھنا شرط نہیں ہے اگر کسی عذر مثلاً بیماری یا سفر وغیرہ کی وجہ سے روزہ نہ رکھا یا معاذ اللہ تعالیٰ بلا عذر روزہ نہ رکھا ہر حال میں صدقہ واجب ہے۔ (ردالمختار)

مسئلہ: والد نہ ہو تو دادا والد کی جگہ ہے اس پر اپنے یتیم پوتے پوتی کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: شوہر پر بیوی اور ماں پر اپنی اولاد کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔ (ردالمختار۔ درمختار)

مسئلہ: شوہر نے اپنی بیوی یا بالغ اولاد کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر صدقہ فطر ادا کر دیا تو ادا ہو گیا ان کو دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر بالغ اولاد کا خرچہ باپ کے ذمہ نہیں وہ خود کماتی اور کھاتے ہیں تو ان کی اجازت کے بغیر صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت نے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کا صدقہ فطر ادا کیا تو ادا نہ ہوگا۔ (عالم گیری۔ ردالمختار وغیرہ)

مسئلہ: ماں، باپ، بہن، بھائی یا رشتہ داروں کا فطرانہ اس کے ذمہ واجب نہیں بلکہ ان کی اجازت کے بغیر یہ ان کی طرف سے ادا بھی نہیں کر سکتا ہے۔ (عالم گیری)

نوٹ: بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اگر گھر میں مہمان ہو تو اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرے یہ غلط ہے۔ مہمان کا فطرانہ میزبان پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گندم یا اس کا آٹا نصف صاع (تقریباً دو کلو دو سو گرام) جبکہ کھجور، منقی یا جو یا جو کا آٹا یعنی ستو ایک صاع (تقریباً چار کلو چار سو گرام)۔ (درمختار، عالم گیری)

مسئلہ: مذکورہ اشیاء کی جگہ ان کی رائج الوقت قیمت بھی بطور صدقہ فطر ادا کی جا سکتی ہے۔